قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط وکتابت مینیجر الفضل قادیان کے پتہ پر ہو

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

جلد ۱ | ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے - ۱۷ ستمبر کو پیچش کی شکایت تھی - ۲۱ ستمبر سے بخاری کا درس بھی شروع ہے - پارہ دہم کی کتاب الہبہ ختم ہونیوالی ہے - مستورات انتیسواں پارہ پڑھتی ہیں - اور بخاری کا گیارہواں پارہ - حضور کی خدمت میں مصر کا ایک خط پیش ہوا جسمیں لکھا تھا - حالت ایسی نازک ہے کہ تیس برس تک مصر میں اسلام کا نشان نہ رہے گا - فرمایا - یاد رکھو اور لکھ لو - کہ تیس برس تک وہاں اسلام چمک اٹھے گا - اندھیری رات ایک صبح صادق کی خبر دیتی ہے +

اہل بیت

صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب ہنوز شملہ میں ہیں - اور وہاں آپ کا ایک لیکچر ہونیوالا تھا - امید ہے کہ اس اخبار کی اشاعت کے دن واپس تشریف لے آئینگے - دیگر صاحبزادے بھی راضی خوشی ہیں میر ناصر نواب صاحب - ایک قرآن شریف مترجم چھاپنا چاہتے ہیں جس کے لئے چندہ یا قیمت پیشگی یا قرضہ میعادی کے حصول کیلئے آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں +

مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام

دونوں مدرسے کھل گئے - اور طلبا حاضر ہو گئے ہیں - مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں اس وقت ۴۵ بورڈر ہیں بعض لڑکے واپس نہیں آئے - ضروری ہے کہ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے - جو اہم اصول اسلام پر مبنی ہوں - جو صاحب لیکچر دیں - وہ اپنے مضمون کی پوری سٹڈی کر لیں یہ لیکچرز انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہونگے اور اس طرح پر بہت جلد طلبا کو - توحید - نبوت - حشر نشر - صلوٰۃ - صوم وغیرہ مضامین سے آگاہی ہو جائے گی +

آمد مہماناں

لنگر میں اس وقت ۵۸۹ آدمیوں کا کھانا دو وقت پکتا ہے اس سے خرچ کا اندازہ ہو سکتا ہے - اس ہفتہ چوہدری نصر اللہ خاں صاحب وکیل سیالکوٹی - برادر اعجاز حسین صاحب سب اوورسیر ڈیرہ اسمعیل خان - برادر عبد المغنی خلف مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی - اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری جولنڈن سے آئے ہیں - چوہدری اللہ داد خاں صاحب جہلم والے تشریف لائے +

آمد محاسب

۱۴ ستمبر تا ۲۰ ستمبر - آمد یہ ہے - لنگر ۶-۱۱-۲۱۳ + مدرسہ ۹-۷-۶۷ اعانت ۶-۴-۳ + مدرسہ احمدیہ ۶-۲۷ ہے - احباب کی مزید توجہ لنگر و مدرسہ احمدیہ کی طرف درکار ہے +

متفرقات

حافظ روشن علی صاحب نواب صاحب کے ساتھ شملہ میں ہیں - نواب صاحب کے لڑکے تاریخ مقررہ پر مدرسہ میں آکر حاضر ہو گئے ہیں - بابو فیض الرحمٰن صاحب امرتسری نے اپنا پختہ مکان بننے کے شکریہ میں احباب کی دعوت کی + بعض گلیوں کو ہموار کرنے کے واسطے مٹی ڈلوائی جا رہی ہے - خلیفہ رشید الدین صاحب انسپکٹر صفائی کی مساعی جمیلہ سے بہت کچھ امید ہے - قادیان کی مستورات میں تجارت کا شوق بہت بڑھتا جاتا ہے - اور وہ اپنی صنف کے مذاق و ضرورت کی چیزیں خود ہی مہیا کر لیتی ہیں - مگر بہتر ہے کہ وہ صنعت کی طرف توجہ کریں - جو عورتوں کا اصل ہنر اور ان کی شان کے سزاوار ہے + مفتی محمد صاحب بمعیت مولوی سرور شاہ صاحب دھرم کوٹ لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے ہیں +

(رپورٹر)

(باہتمام مینیجر میرزا عبد الغفور بیگ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر کیلئے چھپکر شایع ہوا)

برقی خبریں

ٹرکی و بلغاریہ کا تصفیہ

۱۳ ستمبر کی سہ پہر کو ٹرکی و بلغاریہ کے مندوبین کی باضابطہ پہلی ملاقات ہوئی اور بعدہٗ اعلان کیا گیا کہ عنقریب قابل اطمینان تصفیہ ہوا چاہتا ہے ۱۵ ستمبر کو بلغاریہ کے قائمقاموں نے اصرار کیا کہ وہ مصطفےٰ پاشا اور ڈیموٹیکا کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اور قرق قلیسہ سے بھی اسوقت تک دست بردار نہیں ہونا چاہتے جب تک ان کے ساتھ خاص رعایات نہ کیجائیں۔ ٹرکی نے اپنے دوستانہ عندیہ کا ثبوت دینے کے لئے ایک بلغاری پیدل پلٹن کو جو گزشتہ ماہ جولائی میں اسیر ہوئی تھی ۱۵ ستمبر کو رہا کردیا اور جہازات میں سوار کرکے بلغاری بندر برغاس واقعہ بحیرۂ اسود کیطرف روانہ کردیا ۱۶ ستمبر کو بلغاریہ نے آخرکار ترکوں کے تمام مطالبات خفیف رعایتوں کے عوض تسلیم کرلئے۔ بلغاریہ کی تبدیل روش کی مفصلہ ذیل وجوہات ہیں (۱) ترکوں کی بھاری فوج تراقیہ میں موجود ہے (۲) دول یورپ نے بلغاریہ کا ساتھ نہیں دیا (۳) گومل جینا کے یونانی اور مسلمان باشندوں نے ۲۰ ہزار سپاہیوں کا طاقتور لشکر بلغاریہ کے مقابلہ کے لئے فراہم کر رکھا ہے جسکو سلطنت عثمانیہ کی اعانت کے بغیر مطیع کرنا مشکل ہوگا۔

۱۷ ستمبر کے اجلاس میں ترکی بلغاری مندوبین ڈیموٹیکا کے قبضہ کے متعلق گفتگو کی۔ اور فوجی امیروں کا تجویز کردہ سرحدی خط پیش ہوا۔ یہ خط . . . سے شروع ہوکر دریائے مرا کے ساتھ ساتھ چلکر مغرب کی طرف ڈیموٹیکا کو حلقہ میں شامل کرنیکی غرض سے مڑتا ہے پھر بدوں سامانہ . . . کوئی شمال کیجانب رخ کرتا اور بسمت مشرق مصطفےٰ پاشا کے جنوب کی طرف خم کھاتا اور شمال قرق قلیسہ سے گزر کر بحیرہ اسود پر سان سٹیفانو پر پہنچکر ختم ہوجاتا ہے۔ ۱۸ ستمبر کو مجوزہ خط سرحد پر دستخط ہوگئے بلغاریہ نے چاہا تھا۔ ایڈریانوپل سے بابا اسکی تک اسکو اپنے خرچ پر ریلوے بنانے کا استحقاق دیا جائے۔ ترکوں نے اس مطالبہ کو نامنظور کردیا۔ بلغاریہ ڈیموٹیکا کے قبضہ پر اسلئے مصر تھا۔ کہ اگر ترکوں نے پاؤں پھیلائے تو بلغاری ریل بیکار ہوجائیگی پہاڑی علاقہ میں نئی ریل بنانا بھاری خرچ چاہتا ہے۔ جس پر ترکی ریلوں کے مقابلہ میں بہت کم فائدہ کی توقع ہے۔ جو علاقہ اس تصفیہ کے مطابق بلغاریہ کو دیا گیا ہے۔ اسکی مسلمان رعایا کو اختیار ہے ۴ سال تک اپنے تئیں ترکی رعایا شمار کرے اسکے بعد وہ بلغاری رعایا متصور ہونگے لیکن وہ فرائض مذہبی آزادی سے بجالا سکینگے پرانے حقوق انکو حاصل رہینگے اور فوجی خدمت سے انکو مستثنےٰ رکھا جائے گا ترکی نے ترکی قیدیوں کے خرچ خوراک کی رقم کو بطور تاوان جنگ ادا کرنیسے انکار کردیا

ٹرکی و فرانس میں مالی سمجھوتہ

فرانس اور ٹرکی میں ایک عارضی مالی قرارداد ہوئی ہے جسکی رو سے بابعالی نے فرانس کو آرمینیا اور شام میں بعض مراعات دی ہیں۔ اور اسکے مقابل فرانس نے ٹرکی کے محصول اور آمد میں ۴ فیصدی اضافہ اور اجنبیوں پر ٹیکس لگانیکے سوال سے اتفاق کرلیا ہے بغداد ریلوے کے متعلق فرانس اور جرمنی میں قابل اطمینان طور پر گفتگو ہورہی ہے اور اسی گفتگو کی کامیابی پر محولہ بالا قرارداد کے استقلال کا انحصار ہے۔

البانیا کا کیا حال ہے؟

اسد پاشا سابق محافظ سقوطری نے جو عارضی البانی گورنمنٹ کا وزیر داخلیہ ہے دورانذو میں بغاوت کی ہے اور سرکاری روپیہ پر قبضہ کرلیا ہے یونان اور سرویا شاکی ہیں البانیہ میں بدامنی ہے۔ سرویا نے اپنی فوجیں البانیا کے متعدد مقامات سے ہٹالی ہیں۔ اسٹریا اور اٹلی کی متحدہ کمیشن شمالی سرحد کی حدبندی کے لئے سقوطری گئی ہے ایکسولٹالی اور ایکسو آسٹرین سپاہی ساتھ ہیں اور پانچ یوروپی طاقتوں نے اپنا ایک کمیشن البانیا کی جنوبی حد کے درست کرنیکے لئے بھیجا ہے۔

یونان و فرانس

شاہ یونان فرانس کی ناراضگی رفع کرنے کے لئے فرانس جانے اور غلط فہمیاں رفع کرنیکے طیار ہے

دیگر خبریں

چین و جاپان۔ جاپان نے مطالبہ کیا ہے کہ سرکاری سپاہ نانکن کا جرنیل جاپانی قونصل سے معافی مانگے لیکن اہل جاپان کا جوش ابھی تک بدستور زوروں پر ہے گورنمنٹ جاپان نے دو چھوٹے جنگی جہاز اور تباہ کن جہازوں کے ایک دستہ کو بھی نانکن بھیجدیا ہے اور جنرل چنگ کی سبکدوشی پر زور دیا ہے چین نے جاپان کے مطالبات کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو منظور کرلیا ہے لیکن جنرل چنگ کے معافی مانگنے یا اسکے برطرف کئے جانیکا کوئی جواب نہیں دیا برٹش سفیر مطالبات کی تائید کرتا ہے۔ لیکن نمائش کا مخالف ہے۔

مکسیکو اور امریکہ۔ جنرل . . . نے امریکہ کے مطالبات ماننے پر ساد گی کا اظہار کیا اور کانگرس کے نام پیغام بھیجا ہے کہ اکتوبر میں جدید انتخاب ہوگا امید کہ امریکہ اپنے جنگی جہاز مقیم بندرگاہ ہائے مکسیکو کی میعاد میں توسیع نہ کریگا

ایک پادری کی کرتوت نیو یارک کے ایک جرمن رومن کیتھولک پادری نے اپنی ایک محبوبہ کو افشائے راز کے خوف سے قتل کردیا۔ یہ شخص دنکو پادری کا کام کرتا اور رات کو جعلی سکہ بنانیکا کام کرتا تھا یہ شخص پہلے بھی یورپ میں سزا پاچکا ہے۔

ہوم رول لارڈ برائس نے تجویز کی ہے۔ کہ مخالف وموافق ہر دو پارٹیاں ایک مجلس تصفیہ منعقد کرکے فیصلہ کرلیں۔ سرایڈورڈ کارسن اور آئرلینڈ کی قوم پرست دونو ایسی مجلس سے کسی فیصلہ کی توقع نہیں رکھتے۔ [illegible] میں عارضی گورنمنٹ اور عہدہ داران فوجی وغیرہ مقرر کئے جارہے ہیں۔ ہردو فریق عوام کو اپنے اپنے ساتھ متفق کرنیکی کوشش میں مصروف ہیں۔

ہڑتالیں اور ایکے۔ لورپول میں ملازمان ریلوے کے عام ایکے کا اندیشہ ہے۔ برمنگھم میں چار ہزار آدمیوں نے کام چھوڑا ہوا ہے اور باقی ریلوے لائنوں کے ملازمین سے پھر کام چھوڑنے کی تحریک کررہے ہیں برمنگھم میں مال واسباب لادنے کے تمام اسٹیشن بند ہیں ۵ہ ہزار آدمی بیکار ہیں۔ ڈبلن کی گاٹلنگ کمپنی کے اسی گاڑی والوں نے ۱۷ ستمبر کو کام نہیں کیا۔ زرعی مزدوروں کی انجمن باربرداری نے ڈبلن کے متصل ایک مقام پر فساد کیا پولیس نے گولیاں چلائیں ایک لڑکا ہلاک ہوا۔ مانچسٹر میں گھاٹ والوں نے ہڑتال کررکھی ہے۔ شفیلڈ میں ۱۵۰۰ قالب وسانچہ بنانے والوں نے ایکا کرکے کام بند کردیا۔ ڈبلن میں معمار اور مزدور بھی ایکے میں شامل ہوگئے۔ بازار تجارت میں ابتری ہے اور بھوکوں کے لوٹ مار کرنیکا اندیشہ ہے

نغمہ الحمل حصہ دوم طیار ہوگیا

ان احباب کی خدمت میں جو حضور کے پیارے مسیح سے عشق و محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور جو ہجر و فراق کی بیقرار کردینے والی گھڑیوں کے جانتے ہیں الملتمس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم * نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان - بروز بدھ - ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

گورنمنٹ سے مطالبہ حقوق

اس وقت ہندوستان میں کیا ہندو اور کیا مسلمانوں کی جو حالت ہے اور جس بے چینی میں وہ دن گزار رہے ہیں وہ بتاتی ہے کہ دل بے اطمینان ہیں اور تسلی اور آرام جاتا رہا ہے اور ہندوستانی اپنی حالتوں میں کوئی عظیم الشان تغیر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں احمدی جماعت جو کہ انھیں لوگوں میں سے نکلی بنی ہے اور جسکے افراد ہندوستان کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی تھوڑی تھوڑی تعداد میں اس طوفان کی زد سے کہاں بچ سکتی ہے ممکن ہی نہیں کہ ہندوستان کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک ایک آگ لگجائے اور احمدی جماعت بغیر کسی حرکت کے خاموش بیٹھی رہے کیونکہ معمولی معمولی تغیرات سے انسان متاثر ہو جاتا ہے تو اتنا بڑا تغیر جو اسوقت ہندوستان میں پیدا ہو رہا ہے احمدی جماعت اس سے متاثر ہوئے بغیر کیونکر رہ سکتی ہے یہ تو وہ زمانہ ہے کہ غافل سے غافل انسان بھی حرکت کئے بغیر نہیں رہ سکتا پھر احمدی جماعت جو اسوقت اپنے اندر ایک خاص جوش رکھتی ہے کیونکر خاموش رہ سکتی ہے۔ ہاں سوال یہ ہے کہ وہ حرکت کیسی ہونی چاہیئے اور ایسے شور کے زمانہ میں ہمیں کونسی راہ اختیار کرنی چاہیئے +

۱- آیا گورنمنٹ کو اپنی ضروریات اور خیالات سے آگاہ کیا جائے یا نہیں۔ اگر کیا جائے تو کیا سختی سے اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے پر مجبور کیا جائے +

۲- یا سختی سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ اسکے سامنے اپنی ضروریات کو پیش کیا جائے۔ پہلی راہ تو اختیار کی ہی نہیں جا سکتی کیونکہ اگر گورنمنٹ سے اپنے درد کی دوا نہ چاہی جائے تو اور کس سے چاہی جائے۔ اسی طرح ہر ایک احمدی جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب و اشتہارات سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہو بغیر تامل کے کہدے گا کہ دوسری راہ جو گورنمنٹ کے مقابلہ کی ہے اس کا اختیار کرنا بھی ہمیں جائز نہیں۔ کیونکہ ہمیں ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ گورنمنٹ سے وفاداری کی تعلیم دیتے رہے ہیں +

پس میں امید نہیں کرتا کہ ہندوستان کے کسی گوشہ سے بھی یہ آواز کسی احمدی کے منہ سے نکلے کہ ہمیں گورنمنٹ کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسکے خلاف زہر اگلنا چاہیئے +

ہاں اب ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے جائز طریق سے مطالبہ کرنیکے کیا معنے ہیں۔ کیونکہ اسوقت ہندوستان میں ایک کثیر حصہ آبادی ایسا ہے جو اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ گورنمنٹ کے احکام پر تنقید کرنا پسند کرتا ہے اور گو یہ دعوٰی تو نہیں کرتا کہ گورنمنٹ کو ہر ایک طریق سے دھمکا کر اس سے اپنے مطالبات پورے کرائے جائیں۔ لیکن پبلک کو جوش دلا کر عملاً وہی صورت پیدا کر دیگئی ہے اس جماعت کے خیال میں گورنمنٹ کے احکام پر نکتہ چینی کرنا اور اسے اپنی غلطیوں سے آگاہ کرنا اسکے اعمال اور عمال پر جرح کرنا طریق وفاداری ہے کیونکہ وہ سوال کرتی ہے کہ اگر گورنمنٹ کو عام پبلک کے خیالات سے اطلاع نہ دیجائے تو اسے کیونکر علم ہو کہ اسوقت ہندوستان میں لوگوں کے کیا خیالات ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ کے کسی فعل کو لوگ ناپسند کرتے ہوں۔ اور گورنمنٹ کو انکی ناپسندیدگی کا علم نہ ہو۔ تو وہ اس کا ازالہ کیونکر کر سکتی ہے اور جب لوگوں کی ناراضگی کو دور نہ کیا جائے گا تو رفتہ رفتہ بے چینی ترقی کرے گی۔ اور آخر ایک دن ایسا آئیگا کہ ملک میں یک لخت شورش پیدا ہو جائیگی پس گورنمنٹ کی ہمدردی یہی ہے کہ اسے لوگوں کے جذبات سے اطلاع دیجائے تا کہ وہ ان نقائص کو جو اسکے نظام حکومت میں ہوں دور کر سکے۔ اس خیال کے پابند اپنے آپ کو گورنمنٹ کا ہمدرد اور دوسروں کو گورنمنٹ کا خوشامدی اور دشمن کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اصل واقعات پر پردہ پوشی کرتے ہیں اور گورنمنٹ کو اصل حقیقت سے ناواقف رکھنا چاہتے ہیں +

اب غور کے قابل یہ امر ہے کہ آیا احمدی جماعت بھی اسی طریق کو اختیار کرے یا کوئی اور راہ بھی ہے جو اس سے زیادہ سیدھی اور مامون ہے +

اس سوال کے مختلف لوگ مختلف جواب دینگے لیکن سب سے بہتر اور با امن طریق یہی ہوگا کہ ہم کہیں کہ اسکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ فرمایا ہے ہم اسپر عامل ہوں اور انکے منشا کے مطابق جو طریق ہو۔ اسے اختیار کریں۔ اور دوسرے کو چھوڑ دیں + حضرت صاحب کے طریق عمل کیطرف توجہ کرتے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے گورنمنٹ سے دو طرح معاملہ کیا ہے۔ بعض موقعوں پر تو آپ نے گورنمنٹ سے حقوق کے مطالبہ کو سختی سے رد کر دیا ہے اور جس طرح گورنمنٹ کرتی تھی۔ اسی پر قانع رہنے کی تعلیم دی ہے۔ جیسے کہ امہات المومنین کے متعلق کارروائی کرنے سے منع کیا۔ یا طاعون کے ٹیکہ کے متعلق باوجود اس الہام کے کہ احمدی ٹیکہ نہ لگوائیں۔ احباب کی اجازت دی کہ گورنمنٹ اگر زور دے تو ٹیکہ لگوا لو۔ نو آبادی لائلپور کے متعلق گورنمنٹ کے قواعد پر اظہار ناراضگی کے جلسوں سے احمدیوں کو الگ رکھا لیکن اسکے خلاف بعض اوقات آپنے خود ایسی درخواستیں پیش کی ہیں جن میں گورنمنٹ سے بعض حقوق کا مطالبہ کیا ہے اور اسے اس کی بعض غلطیوں پر متنبہ کیا ہے جیسے جمعہ کی چھٹی کی درخواست گورنمنٹ کی خدمت میں آپ ہی نے پیش کی۔ اسی طرح گورنمنٹ سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ وہ ایک قانون پاس کرے کہ کوئی مذہب دوسرے مذہب پر جارحانہ حملہ نہ کرے بلکہ سب مذاہب اپنی اپنی خوبیاں پیش کریں تا کہ ہندوستان میں جو منافرت اور مخالفت پھیل رہی ہے وہ دور ہو کر لوگوں میں امن و امان سے مذاہب کی چھان بین کا مادہ پیدا ہو +

ان دونوں راہوں میں سے ہم کونسی راہ اختیار کریں۔ یہ ایک سوال ہے جس کا حل کرنا ہمارا کام ہے اور اسکے حل کے بعد ہمارا طریق عمل صاف ہو جاتا ہے +

اگر ہم ان واقعات پر غور کریں۔ تو ہمیں تین باتیں معلوم ہوتی ہیں +

۱- گورنمنٹ سے حقوق کے مطالبہ میں اس بات کا خیال رہنا چاہیئے۔ کہ وہ طریق اختیار نہ کیا جائے جس سے گورنمنٹ ناراض ہو +

۲- دوسرے ایسی طرز نہ اختیار کیجائے۔ جس سے لوگوں میں شورش کا احتمال ہو +

۳- ایسے معاملات پر بحث نہ کیجائے۔ جن کے اظہار سے لوگوں میں جوش پھیلتا ہو +

۴- اگر گورنمنٹ کا فیصلہ درخواست کے خلاف ہو۔ تو اسپر صبر کیا جائے نہ کہ نکتہ چینی کیجائے اور اسپر شور کو جاری رکھا جائے +

۵- مطالبات میں حتی الوسع اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ پولٹیکل قسم کے نہ ہوں۔ اگر مذہبی آزادی ملتی ہو۔ تو اس کو غنیمت سمجھا جائے بلکہ گورنمنٹ کا احسان خیال کیا جائے کیونکہ مومن کے نزدیک مذہب ہی اصل مدعا اور مقصود ہے وہ حاصل ہو گیا تو گویا سب کچھ حاصل ہو گیا +

یہ چار نتائج میں نے ان واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے۔ اور ان کے علاوہ دیگر واقعات سے اخذ کئے ہیں +

گورنمنٹ سے ہر ایک معاملہ میں ایسے طریق سے خطاب کرنا جو نرم سے نرم ہو۔ یہ حضرت صاحب کے طریق عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی حضرت صاحب نے گورنمنٹ کو مخاطب کیا ہے ایسے رنگ میں مخاطب کیا ہے کہ جسمیں نرمی اور ملائمت کو ملحوظ

رکھا ہے۔ اور کبھی بھی جوشیلے الفاظ اور جملات استعمال نہیں کئے۔ آپکی تحریروں کو اُٹھا کر دیکھو۔ گورنمنٹ کے متعلق کوئی بات لکھیں ایسے ادب سے لکھتے ہیں۔ جس سے دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے احسانات آپ کے ہر وقت مدنظر رہتے تھے۔ بلکہ نہ صرف لفظ گورنمنٹ کے مخاطب کرتے وقت آپ ادب کا لحاظ رکھتے۔ بلکہ گورنمنٹ کے حکام کے متعلق تحریر کرتے وقت بھی آپ ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کرتے جو انکی شان کے لائق ہوتے۔ اور جارحانہ پہلو کبھی اختیار نہ کرتے تھے ✦

یہ نتیجہ کہ ایسی طرز اختیار کیجائے۔ جس سے شورش کا احتمال نہو۔ مینے اس بات سے نکالا ہے کہ حضرت صاحب نے جس معاملہ کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا ہے اسکے متعلق لوگوں میں جوش پیدا کرنیکی کبھی کوشش نہیں کی اور کبھی یہ عذر نہیں اُٹھایا کہ جبتک لوگوں کی متفقہ آواز نہ اُٹھائی جائے گورنمنٹ پر اثر نہیں ہوتا۔ آپنے کبھی جوشیلے الفاظ سے لوگوں کو نہیں اُبھارا جمعہ کی تعطیل پر اسبات سے پبلک میں جوش پیدا کیا جا سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہماری عبادات میں دخل دیتی ہے۔ لیکن آپنے اس طریق کو اخذ نہیں کیا بلکہ میموریل کی تجویز کی۔ جو سب سے نرم طریق ہے اور جس سے لوگوں میں شورش اور فساد ہونیکا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پس یہی طریق ہمیں اختیار کرنا چاہیئے۔ اور جس معاملہ میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا ہو بجائے لوگوں کے جذبات کے اُبھارنے کے۔ چاہیئے کہ ایک طرف لوگوں کے جوشوں کو دبائیں۔ اور دوسری طرف نہایت ادب سے میموریل کے ذریعہ جیسے حضرت صاحب نے کیا۔ گورنمنٹ کو جس ضروری امر کیطرف متوجہ کرنا ہو متوجہ کریں ✦

تیسرا نتیجہ یعنے ایسے امور کے متعلق اظہار خیالات سے بچنا جو پبلک میں جوش پیدا کر سکتے ہوں۔ اسبات سے نکلتا ہے کہ آپ نے سٹرائیکوں اور لائیلپور کے جلسوں میں شامل ہونے سے جماعت کو روکا۔ حالانکہ بعض مطالبات لوگوں کے ایسے بھی تھے جو جائز اور درست تھے۔ لیکن چونکہ ان معاملات پر اظہار رائے سے خطرہ ہو رہا تھا کہ گورنمنٹ سے لوگ بدظن ہونگے۔ اس لئے ان میں حصہ لینے سے لوگوں کو روکدیا ✦

چوتھا امر کہ گورنمنٹ کے فیصلوں پر صبر کیا جائے اس سے ثابت ہے کہ آپنے اپنی گورنمنٹ کے کسی قطعی فیصلہ پر صدائے احتجاج بلند کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ بلکہ اگر گورنمنٹ نے کسی تحریک کیطرف توجہ نہیں کی۔ تو اسپر صبر سے کام لیا ✦

پانچواں امر کہ پولیٹیکل حقوق کے مطالبات سے احتراز چاہیئے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو مطالبات کئے ہیں۔ وہ ایسے ہی ہیں جو مذہبی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں علاوہ ازیں آپنے جماعت کو پولیٹیکل مجالس میں حصہ لینے سے روکدیا چنانچہ ایک دفعہ آپ کے سامنے مسلم لیگ کا ذکر ہوا۔ اور باوجود سر ڈین صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے اسبات پر زور دینے کے کہ مسلم لیگ گورنمنٹ کے خلاف نہیں ہے اور خواجہ کمال الدین صاحب کے کہنے کے کہ مسلم لیگ کے قواعد میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے گورنمنٹ کے خلاف کارروائی کا اندیشہ ہو آپنے فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس قسم کی مجالس کا انجام خراب ہی ہوتا ہے ✦ غرضکہ گورنمنٹ کو کسی امر کیطرف متوجہ کرنا منع نہیں لیکن اوّل تو ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے یہ نہ ہو کہ گورنمنٹ کے ذمہ وار حکّام کے خلاف زہر اگلا جائے۔ دوسرے حضرت صاحب کا طریق عمل یہی تھا کہ آپ میموریل کو پسند فرماتے تھے۔ اور اخباروں میں شور مچانے اور لوگوں کو جوش دلانے کو نہایت ناپسند فرماتے تھے۔ تیسرے یہ کہ انھیں مطالبات کو پیش کیا جائے جنکے اظہار سے پبلک میں عام جوش نہ پیدا ہو۔ اور وہ معاملات جنپر بحث کرنے سے لوگوں میں شورش پیدا ہونے کا ڈر ہو۔ ان سے محترز رہنا چاہیئے جیسے کہ مسجد کانپور کا واقعہ تھا کہ اسپر جسقدر بحث کی گئی ہے اگر اسے درست بھی مان لیا جائے اور حکّام کی غلطی کا اقرار بھی کیا جائے تو بھی یہ ایک ایسا امر تھا کہ جس سے لوگوں کے جذبات میں ہیجان پیدا ہونے کا زبردست احتمال تھا۔ اس لئے حضرت صاحب کی تعلیم کے ماتحت اس بحث کو چھیڑنا ہی ناجائز تھا۔ کیونکہ گو کیسی ہی نرمی سے اس مسئلہ کو اُٹھایا جائے لوگ جوش کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے۔ اس لئے خاموشی ہی مناسب تھی۔ ہاں بعض ایسے امور ہیں گورنمنٹ کی توجہ منعطف کرانے میں کچھ ہرج نہیں کہ جن میں عام پبلک کے جوشوں میں ترقی کا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ چوتھے اگر گورنمنٹ ہمارے کسی مطالبہ کو رد کر دے تو اسپر صبر سے کام لیا جائے اور بیجا شور نہ کیا جائے ✦ پانچویں اس امر کا خیال بھی رکھنا چاہیئے کہ عام طور سے پولیٹیکل مطالبات سے علیٰحدہ رہیں کیونکہ یہ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالنے والے ہیں ✦

میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعت کے وہ مخلص جن کے دلوں میں اپنے امام کے احکام کی عزت ہے اور وہ خدا کے فرستادہ کی اطاعت کا مادہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں ہمیشہ ان اصول کو مدنظر رکھینگے۔ اور اپنے جوشوں کے اظہار پر حضرت مسیح موعودؑ کے منشاء کو پورا کرنے کو ترجیح دینگے ✦

ہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جہاں ایسے طوفان بے تمیزی اُٹھتے اور زور کرتے ہیں۔ وہاں بعض وقت ہمارے اِکا دکا یا بہت قلیل دوست عام لوگونکے ہم آواز نہ ہوں۔ تو انکے مال۔ عزت بی بیوں۔ بچوں تک مخالف حملہ کرتے ہیں۔ اگر حکّام مقام و وقت کو اطلاع دیں۔ تو اسپر ضرورۃ یا قدرۃ یا اس لئے کہ مثلاً سکھوں آریہ۔ اور عام مسلمانوں کو ہم سے بدظن کر رکھا ہے اور حکام آخر انہی میں سے ہوتے ہیں ہمیں بے ریب بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر ایسی صورت میں قرآن کریم ہجرت کا حکم دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اگر تم دین بچانے کو اپنا مقام ترک کر دو۔ تو تم کو جناب الٰہی سے آرام ضرور ملے گا۔ اور اگر بڑے حکام تک دُکھ کو پہنچایا جائے تو حرج نہیں ✦

الاخبار والآراء

خدا کے لئے سنبھل جاؤ

ہم جانتے ہیں کہ حق گوئی کیلئے ہم کو ملت فروش۔ مذہب کش۔ ابن الوقت۔ حکام پرست خوشامدی اور کفر پرور وغیرہ نوا بجا دالفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور کیا جائیگا۔ ہم کو معلوم ہے کہ ایک گمراہ شدہ طبقہ ہمیں نفرت کی نظر سے دیکھتا۔ اور ہمارے نیک مشوروں کو اسلامی زخموں میں ناسور ڈالنے والے‘ قرار دیتا ہے۔ ہم اس سے غافل نہیں کہ مسلمانوں کی بدبختی سے انمیں بھی خفیہ کام کرنے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ہم کو دھمکی دیجیئی ہے کہ اگر ہم اپنی روش تبدیل نہ کرینگے تو ہماری خیر نہیں لیکن جس کے دل میں درد ہو۔ جو اُس غلام احمد کا غلام ہو۔ جو مسلمانوں کے لئے امام ہو کر آیا تھا جس نے اپنی ساری عمر اس بخت برگشتہ قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش میں صرف کی تھی۔ وہ بھلا کیونکر خاموش رہ سکتا ہے۔ اے جوشیلے نوجوانو! اے غلطی خوردہ قانوندانو! اے کوتاہ اندیش بوڑھو! یاد رکھو۔ مسلمانوں کی حالت اسوقت اس بچہ کی سی ہے جو آگ کو پکڑنا چاہتا ہو۔ وہ اس اندھے کیطرح ہیں۔ جو کنوئیں کیطرف تیز قدم بڑھا کر جا رہا ہو۔ وہ اُس پاگل ضدی کیطرح ہیں جو زہر کھانے اور پتھر سے اپنا سر کچلنے پر مصر ہو۔ پس اگر گورنمنٹ اخبارات پر سختی کر رہی ہے۔ اگر حکّام یہ کہہ رہے ہیں کہ ”وکلا کے لئے نیا ایکٹ پاس ہونے والا ہے جسمیں حکومت کے خلاف تقریریں کرنا قابل مواخذہ ہوگا اور لائسنس ضبط ہو سکے گا“۔ اور ارکان سلطنت کا خیال ہے کہ ”تمام ملک میں ایک جوشیلی جماعت پھیلی ہوئی ہے ہم سب کا انتظام کر رہے ہیں“۔ تو بیشک وہ مسلمانوں کی ایک خدمت کر رہے ہیں۔ کیونکہ غریب نادار کم علم۔ اور ہر طرح گری ہوئی قوم کے لئے سیاست کے میدان میں قدم رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اور اگر ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ نے وہاں کے ایک پلیڈر کو بلا کر ”نادان اور جاہل“ لوگوں میں جوشیلی تقریریں کرنے سے منع فرمایا۔ تو یا در کھو کہ تمہاری بہتری اور بہبودی کے لئے ایک نصیحت کی ہے جو قابل پیروی ہے نہ کہ...

اخبار نویسی

جہاں یورپ کے اخبار نویس مستقبل کے بحر ناپیدا کنار مین شناوری کرتے - موجودہ ترقی کردہ پریس اور ترقی دینے کے لئے بے صبر اور آیندہ آنیوالے اخبارات کی ترقیون کی پیشگوئی کر رہے ہیں وہان ہندوستان کا پریس خصوصاً ورنیکلر اخبارات کی حالت وہ ناگفتہ بہ ہے کہ تو بہ بھلی - مغربی دنیا کا اڈیٹر مسٹر برذرولٹ اور مسٹر سٹیڈ کا ساذی وجاہت اور ذی علم انسان ہوتا ہے - اور ایڈیٹر کی پوزیشن متقاضی ہے کہ وہ اسی پایہ کا انسان ہو - کیونکہ اصلاح کا کام کوئی معمولی کام نہین جسے معمولی آدمی نبھا سکے لیکن ہمارے ملک میں ہر شخص جسے تھوڑی سی پیچ دار عبارت لکھنا یا حکومت اور پردیسیون کی پوستین مین سوراخ نکالنا آئے - ایڈیٹری کی کرسی کو زینت دینے کے قابل سمجھا جاتا ہے - اور اردو خوان پبلک کو خوش کرنے کے لئے ظاہر صفائی کے ساتھ ذرا چلتے ہوئے عنوان تجویز کر لینا کافی ہیں نفس مضمون سے کسی کو بحث ہی نہین چنانچہ اگر لکھا جاوے -

"ایمسٹرڈم پایہ تخت ڈنمارک + نابالغ شاہ ایران ولایت جا رہے ہین - ولیعہد ایران ولایت سے واپس آ رہے ہیں + الہبا فاس دار الخلافہ مراکش مین داخل ہو گیا"

وغیرہ وغیرہ - تو کوئی قابل اعتراض امر تصور نہیں کیا جاتا نہ اڈیٹر صاحب کو تصحیح کی ضرورت نہ ناظرین میں باریک نکتہ چینی کا مذاق - ایڈیٹر کے بعد ورنیکلر اخبارات کی بگڑی کو بنانے اور بنی کو بگاڑنے کے ذمہ دار کاتب صاحبان ہین - جن کا مبلغ علم الّا ماشاء اللہ - الفاظ کی اشکال سے واقفی رکھنے سے زیادہ نہین ہوتا - اسلئے انمین سے بعض نیم ملا خود ایڈیٹر کی عبارت کو اپنی سمجھ کے ساتھ تطابق دیتے اور جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ تجربہ کیا ہے - مسٹر وزیر حسن سے مرزا امیر حسن اور کار سن سے کالین لکھ ڈالتے ہین - اور قرآن کی آیات کو تبدیل کر کے فساد سے عناد اور نصیر سے نصیرو بنا لینا تو معمولی بات ہے - کیونکہ آخر دو نو صورتون مین کچھ نہ کچھ معنے تو نکل ہی آتے ہیں غرض یہ ہے ہماری اخبار نویسی - پہر اگر دیسی پریس کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھا جاوے اور اوس کی آواز پر گوش توجہ نہ دہرا جائے تو شکایت کیا ؟

دنیائے اسلام کی سیر

ہفتہ رواں سیاسی و اسلامی دنیا کی خبرون کے لحاظ سے خاص دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ ٹرکی و بلغاریہ کی گفتگو کا فیصلہ ترکون کے حق میں ہو گیا ہے وہ ایڈریانوپل جس کی گتھی کا سلجھانا مدبرین یورپ کے لئے مشکل ہو گیا تہا - اب شہزادہ سعید حلیم وزیر اعظم ٹرکی کے حسن تدبیر اور استقلال کے باعث نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاص منشاء کے ماتحت ترکون ہی کے پاس رہیگا بلکہ اس کے علاوہ قرق کلیسہ ڈیموٹیکا وغیرہ دوسرے مقامات بھی سلطان روم کے زیر نگین آ جاوینگے - اس طرح انیوس میدیا لائن کے سابقہ تجویز کردہ علاقہ سے دوگنا رقبہ مل گیا ہے اور جو کچھ ٹرکی نے مطالبہ کیا بلغاریہ کو ماننا پڑا + ایران مین پہلے کی نسبت امن ہو - قافلون کی آمد و رفت شروع ہو گئی ہے - لیکن ملک کی مالی حالت کمزور ہے + طرابلس کے شجاع اور بہادر بادیہ نشین جنرل عزیز بک اور ترکی نظام فوج کی واپسی سے بزدل نہین ہوئے بلکہ برابر اطالیون کا ناطقہ بند کر رہے ہین - تازہ ترین خبر ہے کہ درنہ و بنغازی کے وسط مین عربون نے ایک اطالین جرنیل دو افسر اور ۱۸ سپاہی قتل کئے مراکو کے غیور قبائل نے مشہور سپہ سالار رسولی کے ماتحت ہسپانیہ کا ناک مین دم کر رکھا ہے + خان خیوا کا اصلاح پسند وزیر کسی جاہل مسلمان کے ہاتھ سے قتل ہو گیا ہے + سید ادریسی نے اپنے قاصد مصوّع بندرگاہ اریٹیریا مین اطالیون سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجے ہیں - کیونکہ ترکی جہاز ساحل عسیر کی ناکہ بندی کر رہے ہیں - بقول انگلشمین افغانستان کے بعض قبائل پہر شورش پر آمادہ اور مالیہ ادا کرنے سے منکر ہین + امیر کابل قدیم شہر غزنی کے کھنڈرات کے جنوب مین نئے شہر غزنی کی بنا ڈالنے والے ہیں +

برطانیہ کلان کے گرد چکر

فن پرواز کی دوڑ میں انگلستان - فرانس اور جرمنی سے پیچھے رہ گیا ہے - اور جرمنی کے چھ ہوائی جہازون کے مقابل برطانیہ کے پاس ایک ہے - بظاہر یہ بات قابل شکن ہے لیکن اولو العزم اس کی پروا نہین کرتے - حال میں مسٹر فن نے لندن کے ایک تھیٹر مین کرہ ہوائی نام کھیل کیا جسمیں دکھایا کہ اگرچہ اجنبی ہوائی جہاز حملہ آور ہون - تو ایک انگریز ان کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتا اور شکست دے سکتا ہے - اس تماشہ کی غرض یہ تہی کہ لوگون کو ہوائی بیڑہ کی استعانت کی طرف متوجہ کیا جاوے - پہر اسی غرض کو مد نظر رکھ کر ڈیلی میل لندن نے پانچہزار پونڈ کا ایک انعام مشتہر کیا جس کے حاصل کرنے کی یہ شرط تہی - کہ ۷۲ گھنٹہ کے اندر سوتھمپٹن سے چل کر برطانیہ کلان کا چکر کاٹا جائے اور ۱۵۴۰ میل کی مسافت کے بعد پہر سوتھمپٹن پہونچے - مگر افسوس ہے کہ اس انعام کے لئے سوائے ایک انگریز مسمی ہاکر کے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی - مگر ہاکر بہی وقت مقررہ کے اندر صرف ۱۰۴۰ میل فاصلہ طے کر سکا اور ڈبلن کے قریب سمندر مین گر پڑا ڈیلی میل نے ہاکر کی دلداری کے لئے ایک ہزار پونڈ اس کی نذر کئے ہین اس ہوائی سفر میں ہاکر کے ہمراہ ایک مسافر مسٹر کا پر نام تہا - جو زخمی ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہے - ہاکر نے اس سفر میں ایک مرتبہ ۴۰ منٹ مین ۱۴۰ میل طے کئے - اس کا نام ہے ہوائی حکومت اور یہ ہے قومون کی ترقی کرنے کا طریقہ +

برٹش گورنمنٹ اور مسلمان

جو لوگ ممالک خارجیہ کے حالات کا مطالعہ کرتے اور مسلمانون کے اپنے حکام کے ساتھ جو تعلق غیر انگریزی علاقہ میں ہین - اُن پر نظر غائر ڈالتے ہین - انکو علم ہے کہ روس کی جابر حکومت نے مصیبت زدگان جنگ بلقان کے لئے چندہ دینے تک اجازت نہیں دی - حالانکہ اُسی روس سے لاکھون روپیہ مطوعین اور سامان جنگ ٹرکی کے دشمنون کے منہ دہڑا دہڑ آ رہا تہا - اور اگر بعض جگہ چندہ کی اجازت بھی ہوئی تو بدین شرط کہ نصف ٹرکی کو اور نصف یا تہائی بلقان کو دیا جاوے - اسکے علاوہ اس کے دوست فرانس نے تو حکماً ٹرکی کی اعانت کے لئے چندہ یا حمایت میں جلسے کرنے منع کر دئے - لیکن کیا سرکار انگریزی کے مقبوضات مین بھی ایسا ہی ہوا - اگر نہیں تو کیا مسلمانون کو واجب ہے کہ برسون کے احسان کو ایک غلطی یا غلط فہمی پر قربان دین - اور مولانا حسن نظامی کی طرح ایک ڈپٹی کمشنر صاحب سے ملاقات کرتے جائین تو اسے "با اخلاق" مان کر سامنے ہی "یزید" ہی کہدین - اور سلطنت انگریزی کو بنو امیہ کی حکومت سے تشبیہ دیکر اس کے زوال کی پیشگوئی کرین - کیا هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے یہی معنی ہین ؟

راجکماری اندرا کی شادی

مہاراجہ بڑودہ ہندوستان کے ان بیدار مغز والیان ملک سے ہین - جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ قابل نمونہ فرمانروا ہیں اور جہان تک رعایا کی ترقی اور ریاست کی خوشحالی کا تعلق ہے - مہاراجہ صاحب نے اس مین لوگون کے خیال کی تصدیق کی ہے - انکی ریاست بلحاظ توسیع تعلیم بلحاظ اصلاحات انتظامیہ ہندوستان مین اوّل درجہ پر ہے - لیکن والئ بڑودہ کی حد سے بڑہی ہوئی آزادی اور یورپ کی تقلید نے ان کی زندگی تلخ کر دی ہے دربار تاجپوشی کا ناگوار واقعہ ولایت میں آن کے چال چلن پر الزام اُن کے چھوٹے لڑکے کے متعلق نامناسب شکایات وغیرہ واقعات ہی کیا کم تہے کہ ان کی بیٹی تعلیم یافتہ دختر نے ان کے خلاف مرضی پہلے مہاراجہ گوالیار سے شادی کرنا منظور کیا - پہر خود بخود مہاراجہ کوچ بہار سے شادی کرنے پر آمادہ ہو گئی - یہ دیکھ کر مہاراجہ و مہارانی صاحبہ بڑودہ معہ اپنی لڑکی کے ولایت چلے گئے - مگر اندرا نے ایک نہ مانی - آخر کنور جتندر بھی ولایت پہونچے - اور جب مہاراجہ صاحب بڑودہ معہ رانی صاحبہ سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے - تو ان کی عدم موجودگی مین راجکماری صاحبہ نے برہمو مذہب اختیار کیا - اور خود بخود آزادانہ شادی کر لی +

ہندوستان کی سرکاری رپورٹ

گذشتہ دس (۱۹۰۲-۰۳ تا ۱۹۱۲-۱۳) سال میں طاعون جو سترہ سال سے شروع ہے اس سے ۸۰ لاکھ موتین ہوئین اور

ہستیم کی سو تین ۷ کروڑ ستر لاکھ اور پیدائش ۸ کروڑ ستر لاکھ ۔

آبادی میں ۷ فیصدی ترقی ہوئی ۔ مالیہ ایک ارب ساڑھے چوبیس کروڑ روپے تک پہنچا ۔ تجارت تین ارب بہتر کروڑ روپے تک ۔ ڈاک کے ذریعے ۹۰ کروڑ اشیاء روانہ ہوئیں ۔ ۲ کروڑ ستر لاکھ منی آرڈر ہوئی ریل ۳۳ ہزار میل تک پہنچی ۔ الغرض گورنمنٹ برطانیہ کے عہد معدلت میں بہت ترقی ہو رہی ہے جس کا شکریہ ہمیں چاہیئے ۔

سیدنا محمد مصطفےٰ کے نام کی عظمت

بہارت ایک عورت کے واقعہ کو دیکھ کر (جسے رام و کرشن ۔ نانک ۔ دیانند کے نام کی شرن کچھ فائدہ نہ دے سکی اور کلمہ پڑھتے ہی تمام حقوق مل گئے) ایسا متاثر ہوا ہے کہ حیرت سے سوال بلکہ اقرار کرتا ہے کہ رام ایسا ایسا تھا ۔ مگر باین ہمہ اسکے نام میں آج یہ کشش اور طاقت نہیں جو محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام میں پائی جاتی ہے ۔ کرشن ... ... ایسا ایسا تہا ۔ مگر باینہمہ اس کے نام میں آج یہ کشش اور طاقت نہین ہے ۔ جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے نام میں پائی جاتی ہے ۔ .... مسیح ... ... ایسا ایسا تہا مگر واقعات کی موجودگی میں کہنا پڑتا ہے کہ اس کے نام کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوئی جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے نام کو حاصل ہے ۔ نانک ۔ ایسا ایسا تہا مگر اس کے نام میں اس طاقت کا ایک حصہ بہی نہیں ۔ جو محمد کے نام میں پائی جاتی ہے ۔ اور پہر اپنے مقتدا دیانند کا نام لیا ہے جس کے ساتھ مقابلہ کا خیال بھی میرے نزدیک گناہ ہے اور لکھا ہے مگر ہم مجبور ہیں یہ کہنے کو لئے کہ وہ عزت آج دنیا کے بیشمار حصوں میں محمد کے نام کو حاصل ہے وہ اس رشی کے نام کو حاصل نہیں ۔ پہر وہ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہتا ہے ۔ کہ اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سوچے کیون رام کرشن ۔ نانک اور دیانند کے نام میں وہ طاقت نہیں ہے جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام میں موجود ہے ۔" ہم اس سوال کا جواب دے سکتے ہین کہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام راستبازون کے کمالات کے جامع ہے ۔ آپ کسی رہنما کی کوئی خوبی ایسی بیان نہین کر سکتے ۔ جو اس پاک وجود میں اعلی و اصفی طور سے موجود نہ ہو ۔ پہر اس مبارک انسان نے خدا تعالیٰ کے حکم سے کام شروع کیا وہ خدا تعالیٰ کے نام کی عظمت قائم کرنے کے لئے خود مٹ گیا ۔ تب مولا نے اس کے نام کو اوج سعادت کا آفتاب بنا دیا اب بجز شپرہ چشمون کے کوئی نہین جو اس آسمانی روشنی کا انکار کرے ۔ باقی رہی عیب شماری ۔ سو غلط فہمی یا بدظنی پر مبنی ہے جس مقدس انسان نے پچیس سال بعد شادی کی اور پچاس برس تک ایک ہی بی بی رکہی اسے کثرت ازدواج کا طعنہ دینا نہایت لغویت ہے اور جس نے اپنی ذات ستودہ صفات کے لئے شریعت کی پابندی

کو نمونہ ٹہرایا اسے جو چاہا کیا کہنا بہت بے انصافی ہے ۔

ضبطی کے احکام

(۱) اخبار توحید کے پریس کی ضمانت دو ہزار میرٹھ مین ضبط ہوئی ۔ اور اس سے پہلے کہتو بکیر مضمون ضبط ہو چکا ہے جسمیں پستول کی اور بندوق کی قسم کہا کر قرآن مجید کی قسمون کی نقل لگائی گئی تھی اور جس کے لئے ہمنے لکہا تہا کہ یہ استہزا بآیات اللہ ہرگز جائز نہین ۔ قرآن مجید اول سے آخر تک بےمثل کلام ہے اور جو اس کی مثل لانے کی کسی طرح بھی کوشش کریگا وہ عذاب سے محفوظ نہیں رہیگا ۔ مگر افسوس ہے ، ہمارے دوستانہ مشورہ کی پرواہ نہیں کیگئی ۔ اور اس پر ندامت کا اظہار نہیں کیا ۔ آخر خدا کا قہر اس صورت مین نازل ہوا کہ اب شاید توحید کی بجائے رسالت جاری کرنا پڑےگا ۔

(۲) یونین گزٹ بریلی کے وہ پرچے ضبط ہوئے ۔ جن مین الہلال کے مضمون مشہد اکبر اور اودھ کا دردناک نظارہ ضبط ہوئے ۔

(۳) خود الہلال کا محولہ بالا پرچہ صوبجات متحدہ آگرہ اودھ میں قابل ضبطی قرار دیا گیا اور الہلال پریس سے بہی ۲ ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ۔

(۴) زمیندار پریس کی ضمانت دو ہزار تہی وہ بھی چند مضامین کی پاداش مین ضبط ہوئی ۔ (۵) پیغام صلح کے ایک مضمون مندرجہ ۱۳ جولائی کی بنا پر رفاہ عام پریس کی پرانی داخل کردہ ضمانت پانسو روپے ضبط ہوئی (۶) مولانا شبلی صاحب کی نظمین متعلق حادثہ کانپور ضبط کیگئیں (۷) ہمدرد پریس دہلی سے ضمانت طلب کی گئی ۔

دونوں میں سے کون سچا ؟

اگرچہ زار بلغاریہ کی خونخوار فوجون کے نفرت انگیز کارنامون سے مسیحی یورپ کے اخبارات اسی دن سے لبریز ہو رہے ہیں جس دن سے کہ مسلمانون کے قانون کا ہاتھ اپنے بہائی ہندؤن کی گردن پر بہی پڑنا شروع ہوا تہا ۔ بعض فرنگیون نے شہادت دی کہ روحانی افسرون نے ایسے بلگیرین فوجون کو دیکہا جن کے گلے مین بچون کے اعضاء پرو کر بنائے ہوئے ہار تھے ۔ اور بعضون نے کہا کہ عفت دری ۔ خونخواری اور ظلم اشتمامی مین شاہ بلغاریہ کے سپاہی اپنی نظیر آپ ہیں ۔ انکو مہذب کہنا تہذیب کو بٹہ لگانا ہے پھر ایک انگریز کپتان نے اپنی چشم دید شہادت بیان کی کہ روس نے ایکہزار سات سو ایسی لاشین جن مین بچے اور عورتین بھی تھین خود ملاحظہ کین ۔ ترکی سرکاری رپورٹین ظاہر کرتی ہیں بلغاریون نے قیدیون تک کو ذبح کرادیا اور مشہور فرانسیسی ہمدرد مشرق پیر لوٹی تحریر فرماتے ہیں کہ بلغاریون نے عثمانی قیدیون کو مساجد کے نقش و نگار بگاڑنے پر مجبور کیا ۔ مساجد کے مأذنون پر چڑھ کر افعال شنیعہ کا ارتکاب کیا ۔ قبرین کہود کہود کر ہڈیون کی بے حرمتی کی ۔ مین نے کئی دن کو اطفال و خواتین کی لاشون سے پُر دیکہا ۔ ایک دس سالہ لڑکی کی عفت خراب کرنے کے بعد اسے اٹھا کر لے گئے ۔ فولا پاشا کے لڑکے کی آنکھین نکال لین ۔ تعجب ہے کہ ان انگریزی اور فرانسیسی شہادتون کے خلاف ٹائمز کا ایک فرنچ نامہ نگار ایک غیبی شہادت کی بنا پر لکھتا ہے کہ "بلغاریہ کے مظالم کی داستانین اگر عمدہ غلط بیانی نہین تو مبالغہ ضرور ہے ۔" ایک اور انگریز فوجی نامہ نگار تحریر فرماتے ہین ۔ مین نے دیکہا کہ ترکی حمام ترکون ہی کے قبضے مین تہے ۔ بلغری سپاہی دائم دیگر غسل کرتے ۔ اور ترکی دکانون کا بلغری سپاہی پہرہ دیتے تہے کیونکہ سپہ سالار کو امید تہی کہ دوکانون کے مالک واپس آجائینگے ۔" مبالغہ ہو یا واقعات ہون خدا تعالیٰ کا فعل بلغاریہ کو ظالم ٹہرا کر سزا دیتا ہے اور روسی فیصلہ ناطق ہے ۔

ٹرکی کے ایک ہمدرد کی وصیت

پروفیسر آرمینین ویمبری مشہور محبّ وطن اور مستشرق جن کے انتقال کی خبر ریوٹر ایجنسی نے ہفتہ روان میں پہنچائی ہے ۔ یورپ کے مسلم فضلاء اور علماء کے طبقہ میں سے تہے ۔ آپنے ۶ سال تک قسطنطنیہ مین قیام کیا ۔ اور ایسے وقت میں جبکہ آمد و رفت کے موجودہ ذرائع ابھی وجود میں نہ آئے تھے ۔ وسط ایشیا میں بھیس بدلکر سفر کیا ۔ اور سلطان روم کی ملازمت چھوڑنے کے بعد بھی ترکی معاملات مین ہمیشہ دلچسپی لیتے رہے اور اپنے طرز عمل سے اپنے تئین ٹرکی اور مسلمانون کا سچا ہمدرد ثابت کیا ۔ پروفیسر آنجہانی نے اپنی آخری تحریر یا وصیت جو وفات سے قبل ٹائمز مین شائع کرائی تہی وہ ہندوستانی مسلمانون کے لئے خصوصیت سے قابل توجہ ہے پروفیسر موصوف نے ٹرکی کے دوست ہونے کی حیثیت سے ہندوستانی مسلمانون کے اس رویہ کو ناپسند کیا وہ برطانیہ عظمٰی پر دباؤ ڈالکر اس سے تن تنہا کارروائی کرانا چاہتے ہین اور اسی طرح ٹرکی کے بہترین دوست انگلستان سے وہ کام کرانا چاہتے ہیں جو سلطنت کے عام فوائد کو خطرہ میں ڈالدے ۔

ریلوے ٹرین میں قتل

گورکھپور سے لکھنؤ جاتی ہوئی ریلوے ٹرین مین پچھلے دنون ایک یوروپین عورت کا گلا کٹا ہوا پایا گیا تہا اس قتل کے اشتباہ مین ایک ہندوستانی سکھو نام پولیس نے گرفتار کیا تہا اور پولیس کا خیال تہا کہ جرم کے ارتکاب کا باعث عفت دری ہے نیز ایک چاندی کی چوڑی ہوئی ہے جسے قاتل اوتارنا چاہتا تہا مقتول کا نام مس مرفی تہا ۔ اب پولیس نے اس مقدمہ کی پوری تفتیش کر لی ہے اور پہلا خیال غلط ثابت ہوا ہے اسلئے سکھو کا کرتہ کیمیکل ایگزیمنر صاحب کے معائنہ کے لئے بھیجا گیا ۔ یہ واقعہ ان لوگون کے لئے جو یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں اور

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

عملی مذہب صرف اسلام ہی ہے

*

اگر تمام مذاہب عالم پر نظر کیجائے اوران کا جائزہ لیا جائے ۔ اور یہ غرض اس ریویو مذاہب عالم میں مدنظر ہو کہ آیا کونسا ایسا مذہب ہو سکتا ہے ۔ جس مین رضاء الٰہی کے حصول کے مختلف اور کثیر ذرائع استعمال کئے گئے ہوں ۔ اور وہ تمام ذرائع طبع انسانیہ کے نشو ونما کے عین مناسب ہوں اور وہ تمام ذرائع ایسے نہ ہوں جنکی برداشت فطرت انسانیہ کرہی نہ سکے ۔ تو ایک طالب حق پر منکشف ہو جائیگا ۔ کہ ہر ایک مذہب کہان تک اس محک اور کسوٹی پر پرکھا جا سکتا ہے اور کہان تک اس پرچہ امتحان میں نمبر حاصل کر سکتا ہے اس معیار پر مذاہب کو پرکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دیکھین کہ آیا مذاہب میں فرداً فرداً عبادت الٰہیہ کے لئے کوئی اعمال بھی مقرر ہین قطع نظر اس کے کہ وہ اعمال کہان تک حصول رضاء الٰہیہ میں ممد اور معاون ہو سکتے ہیں ۔ اسی پڑتال مین کئی مذاہب اس امتحان داخلہ میں فیل ہو جاوینگے ۔ پھر اس کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جو اعمال کسی مذہب نے اپنے مقلدین مذہب کے لئے تجویز کئے ہیں ۔ آیا ان پر چل بھی سکتے ہیں ۔ اس امتحان وسطی مین بھی کئی ایک مذہب فیل ہو جائینگے ۔ تیسرے امتحان مین وہ مذاہب جو ابھی تک فیل نہیں ہوئے اس لحاظ سے پرکھے جاوینگے کہ آیا وہ اعمال فطرت انسانیہ کے نشو ونما کے عین مناسب ہین فطرت انسانیہ کے تباہ کرنیوالے تو نہین

جہانتک مذاہب عالم دنیا مین اسوقت پائے جاتے ہیں ۔ انمین سے بڑے بڑے صرف چند ہی ہیں جو انگلیون پر گنے جا سکتے ہیں اسوقت ہم اُن شاخون کا ذکر نہین کرینگے جو ہر ایک مذہب مین سینکڑون نہین بلکہ ہزارون پائی جاتی ہیں ۔ بُت پرست ۔ آریہ ۔ بدھ مت ۔ جین مت پارسی ۔ سکھ ۔ یہودی ۔ عیسائی اور اسلام ۔ جین مذہب مذاہب کی فہرست ہی سے خارج کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ سرے سے خدا کو نہین مانتے ۔ اسکی رضاء کے انمین اعمال ہی کیا ہونگے رہے پارسی انہون نے اپنے پروہتون اور عالمون کو مذہب اور اس کے اعمال کرنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور خود کچھ روپیہ بطور نذریہ کے اُن بزرگون کی نذر کر دیتے ہیں ۔ اور خود مذہب کے کمندون اور قیدون سے آزاد ہو گئے ہیں بس پارسیون نے تو کوئی اعمال رکھے ہی نہین مین ۔ بدھ مت انسانی جذبات کا قاتل ہے ۔ خدا کی رضاء حاصل کرنے کے لئے کوئی انمین اعمال ہیں ہی نہین ۔ انکا کمال نروان حاصل کرنے مین ہی ہے یہ مذہب انسانی قوے کے اُبھارنے اور ترقی دینے کی بجائے انکو دبانا اور تباہ کرنا چاہتا ہے ۔ رہے بُت پرست اور آریہ ۔ سو بُت پرستون نے تو پہلے ہی فرض کر لیا کہ وہ خدا تک رسائی حاصل کر سکتے ہی نہین اسلئے انہون نے سچے خدا کو چھوڑ ہی دیا اور اسکی ان پر ایسی رجعت اور لعنت پڑی کہ وہ معمولی معمولی اشیاء کی پرستش کرنے لگ گئے ۔ جو انکی خدمت کے لئے بنائی گئی تھین ۔ بجائے اس کے کہ وہ اون سے متمتع ہونیکے حقیقی اسباب تلاش کرتے وہ اون کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ گئے اور عناصر وغیرہ کے پرستار بنگئے ۔ بھلا اس سے وہ کیا حاصل کر سکتے تھے جبکہ حقیقی مولا کو انہون نے چھوڑ دیا جو انہین ہر نفع سے متمتع کر سکتا تھا اور ہر ضرر سے بچا سکتا تھا ۔ یہ اشیاء انہین کیا نفع اور نقصان پہنچا سکتی ہین جو انسان سے بھی گئی گذری ہین ۔ اسکی بعینہٖ وہی مثال ہو کہ کوئی پانی کو مخاطب کرکے کہے کہ اے جل مہاراج میرے منہ مین خود آ جا ۔ اور اس کی طرف ہاتھ بھی بڑھائے اور خود وہین کھڑا رہے تو کیا پانی اسکے منہ مین آ جائے گا ہرگز نہین ۔

کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۔ کافرون کی کوششین سب رائگان چلی جاتی ہین ۔ کیونکہ وہ کامیابی کی حقیقی راہین ترک کرکے وہمی اسباب کے پرستار بن جاتے ہین ۔ کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاءً ونداءً صم بکم عمی فہم لا یعقلون ۔ ان بُت پرستون کی مثال اُس آدمی کی مانند ہے جو ایسی شے کو بُلائے جاتا ہے جو اسکی بات سُن ہی نہین سکتی ۔ مگر بُلانے والا بُلائے جاتا اور پکارے جاتا ہے ۔ آگے سے کوئی جواب تک نہین کیونکہ وہ بہرے ہیں سُننے کے قابل نہین ۔ گونگے ہین بولیں کیا ۔ اندھے ہین ۔ پرستارون کو دیکھیں کیسے پس بُلانے والے تو بالکل بے عقل اور بے شعور ہیں ۔ پس جین پارسی ۔ بدھ مت اور بُت پرست تو بالکل اعمال سے عاری ہین یہ تو امتحان داخلہ میں رہ گئے ۔ باقی رہے ۔ سکھ ۔ آریہ اور عیسائی ان میں سوائے قوالی کے اور کچھ رہا ہی نہین مختلف سُرون کے بھجن انکی عبادتین ہین ۔ عیسائیون مین جس نے آرگن (باجہ جو گرجے مین بجایا جاتا ہے) تجویز کیا تھا اسکو سینٹ مانا جاتا ہے کہ یہ باجا خاص الہامی حکم کے ماتحت بنایا گیا تھا ۔ جس کو شک ہو وہ ڈرائیڈن کا مطالعہ کرے ہندؤن کی عبادت میں ہارمونیم اور دیگر بجانے کے ساز و سامان کا ہونا از حد ضروری ہے ۔ سکھ چونکہ اتنے مہذب اور شائستہ ابھی تک نہیں ہوئے وہ ڈھولکیون سے اپنی عبادت کر لیتے ہیں ۔ اب فطرت سلیم والا انصاف سے بتائے کہ یہ عبادت الٰہیہ ہے یا محض کانون کو خوش کرنے کے لئے اور لوگون کو باہم اکٹھے رکھنے کے ذرائع سوچ کر بنائے گئے ہیں ۔ کیا اس سے رُوحانیت ترقی کرتی ہے یا محض تضیع وقت ہے ۔ اس سے سُننے والون کے اخلاق ۔ دین اور اعمال پر کیا اثر پڑتا ہے ۔ ہمین بتایا جاوے کہ کونسے انسانی قوے مین نشو ونما ہوتی ہے ۔ اور کیا نشو ونما ہوتی ہے ۔ اور وہ نشو ونما کہان تک مفید ہے اور کیا یہ طریقہ علم موسیقی مین کمال عطاء کرتا ہے یا اس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے بیشک خوش الحانی اور عمدہ آوازین کانون کے مختلف مذاقون کو ترقی دینے مین ممد اور معاون ہوتی ہین مگر کیا یہ ہمارے اعمال پر کوئی مفید اثر ڈال سکتی ہیں ۔ ایک کنچنی تصوف اور توحید کے مضامین اپنے گیتون میں گا سکتی ہے مگر اسے کبھی اس مضمون پر عمل کرنے اور اون نصائح پر چلنے کا موقعہ بھی ملا ہے ؟ جس مذاق کے لوگون مین اُسے گانے کا اتفاق ہوگا ۔ اسی قسم کے مضامین پر وہ غزلین گائے گی مگر عمل کسی پر نہیں کرے گی یہ اوس کی دوکان ہے اس سے اسکو آمدنی حاصل ہوتی ہے پس وہ اپنے مطلب میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھتی ہے ۔ اُسے اُس پر عمل کرنے کا موقعہ ملتا ہی نہیں ۔ سو یہی حال ان مذاہب کا ہے کہ اس ذریعہ سے ان کے لوگ باہم اکٹھے ہو جاتے ہیں اور جیسے تماشون مین لوگون کو جذب کرنے کے لئے باجے اور گیت بنائے گئے ہین انہون نے انہین گیتون کو مذہب کے مضامین پر لا کر ایک مذہبی پیرایہ مین اون گیتون کو کر دیا ہے یہ کسی دانا اور فلاسفر کا کام ہے کہ اُس نے ایک دلکش چیز رکھ دی ہے کہ عام لوگون کو ملامت سے بچائے رکھے ۔ اب تیسرے موازنہ کے لئے صرف دو مذہب باقی رہ جاتے ہیں یہودیت اور اسلام ۔ یہودیت اس وقت محض متروک اور مہجور ہے ۔ ان کے اعمال کے لئے ہندؤن کی طرح مسوامن کے ہتھیار اُٹھانے پڑتے ہین ۔ تکلیف مالا یطاق ہے ۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے ۔ جو دنیا کے عملدرآمد کے لئے عملی مذہب ہے ۔ کیونکہ اس میں اللہ (خالق و مالک و رب) پر ایمان ۔ ملائکہ (نیکی کے محرک) پر ایمان ۔ کتب (ضابطہ جو دین و دنیا کی بہتری کے لئے مقرر ہے) پر ایمان ۔ انبیاء (جو احکام الٰہی کی فرمانبرداری کا نمونہ ہیں اور مزکی) پر ایمان ۔ مسئلہ جزا و سزا پر ایمان ۔ قدر خیر و شر پر ایمان ۔ سب فطرت صحیحہ کے مطابق ہے پھر نماز کے تمام اور ارکان اعلیٰ حکمتوں پر مبنی ۔ اور تمام مذاہب کی عبادت کی جامعہ ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ۔ عملی طور پر تعظیم الٰہی و شفقت علیٰ خلق اللہ کا سبق دیتے ہیں اور ایسے احکام میں کہ ان پر

[illegible]

تصدیق المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہٗ نے ایسے وقت دنیا میں کھڑا کیا کہ زمانہ کی حالت پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ اس وقت مصلح کی سخت ضرورت ہے۔ اسلام کا صرف نام ہی رہ گیا تھا۔ اور ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ ٹھیک اسی طریق اور نہج کے مطابق جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ اگر ایمان ثریا اور آسمان پر چلا جاوے گا۔ تو اسکو ایک فارسی الاصل انسان واپس لائے گا۔ وہ آنے والا آیا۔ کیا کوئی ذی ہوش صاحب عقل و دانش اس بات کے ماننے سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ اس وقت لوگ عبدۃ الدرھم والدینار ہیں۔ دنیا پر مرتے ہیں۔ دنیا کی خاطر عقبیٰ کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ مسلمان کہلانے والے احکام الہٰیہ کو اپنے پاؤں تلے پامال کر رہے ہیں جیلخانے ان سے پُر ہیں ہر ایک فسق و فجور میں ہر قوم سے یہ گوئے سبقت لیگئے ہیں۔ ہاں پیچھے ہیں تو علم و فنون کے سیکھنے میں قرآن شریف اون کا دستور العمل نہیں رہا۔ دنیا کے کیڑے بنگئے ہیں غرضکہ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا۔ اور خدا نے ان کو چھوڑ دیا نسوا اللہ فنسیھم۔ ضرور تھا کہ وہ خدا جس نے اپنے کلام مجید میں عہد فرمایا تھا کہ وہ قرآن شریف کی حفاظت کریگا۔ اور اسلام کو دنیا سے بالکل نیست و نابود نہیں کریگا۔ عین ضرورت شدیدہ کے وقت اپنا مامور بھیجتا تاکہ وہ اسلام کی ڈوبتی کشتی کو اس زمانہ کے مہالک سے بچائے اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اسلام کی سخت نازک حالت تھی۔ کیونکہ سید صاحب نے بھی اس کا جنازہ پڑھ دیا تھا۔ اور عیسائیوں نے کروڑہا کتب اسلام کے رد میں لکھ دی تھیں اور مسیحیوں کی خوش قسمتی سے مسلمان قائل تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہیں مرے۔ یہ بات اور بھی اون کے عقیدہ فاسدہ کو تقویت دیتی تھی۔ اور دیگر بیرونی حملات سے اسلام بالکل زخم خوردہ ہو چکا تھا۔ ایسی نازک حالت میں اللہ تعالےٰ نے اپنا مامور بندہ بھیجا۔ اور اس کے ذریعہ سے اسلام کی گری ہوئی دیوار کو از سرِ نو کھڑا کر دیا۔ وہ مامور مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے علی رؤس الاشہاد تمام مذاہب باطلہ کا بطلان کیا۔ اور اسلام کی صداقت اور حقیت محمدیہ پر بڑے مضبوط اور قوی براہین اور دلائل قائم کئے کہ ابتک کسی کی مجال نہیں کہ انکو توڑ سکے براہین احمدیہ کے دلائل توڑنے پر دس ہزار روپیہ انعام رکھا گیا تھا مگر جہان میں سے کسی سے بن نہ پڑا کہ براہین احمدیہ کے دلائل کو توڑتا اور اس کے مقابل میں اپنے مذہب کی صداقت میں دلائل اور براہین قائم کرتا۔ مسلمانوں کی خستہ حالی اسبات کی متقاضی تھی کہ وہ ایسے بہادر جری اللہ فی حلل الانبیاء کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے اور اسکی اطاعت میں بغیر کسی چون و چرا کے محو ہو جاتے۔ مگر اللہ کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ مامورین من اللہ کی ضرور مخالفت کیجاتی ہے اور اس کے خلاف طرح طرح کے اسباب مخالفت ایجاد کئے جاتے ہیں اور یہ اسلئے ہوتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جو انکو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے دنیا پر ظاہر کردے کہ وہ اون کا حامی اور مددگار اور معاون ہے کسی کی مکنت نہیں کہ انہیں ان کے کام سے ہٹائے وہ قوم جسے سخت ضرورت تھی کہ انہیں کوئی ایسا پیدا ہو جو اسلامیوں کیطرف سے دشمنان اسلام کو دندان شکن جواب دے اور انکے مذاہب کی خامیاں ان کے سامنے کھول کر رکھدے اور اسلام کی صداقت بالبداہت دنیا کے آگے ثابت کر دے کیوں وہ قوم ایسے موید من اللہ راستباز کی مخالفت کرتی ہے یہ مسلم امر ہے اس سے کسی عقلمند کو انکار نہیں کہ جب کوئی انسان کسی انسان یا کسی ایسی ورثے کا نام سنتا ہے فوراً ایک خیالی تصویر اسکے دماغ میں آتی ہے اور یہ محض ایک وہمی تو ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی حقیقت اصلیہ کو نہیں دکھا سکتا اسیطرح لوگوں نے امام منتظر اور آنیوالے کی نسبت کچھ ایسے خیالات اھواء اور آراء گھڑی ہوئی ہیں جو کہ بالکل حقیقت سے عاری اور محض وہم کی ایجاد ہوتی ہیں اصل بات یہ ہے کہ انسان کو آیندہ کے متعلق بالکل علم نہیں ہوتا کیا ہونیوالا ہے چونکہ خیالی اور وہمی تصویر اصلی تصویر کے بالکل منافی ہوتی ہے انکی قوم اسکے ماننے میں متامل ہو جاتی ہے اور وہ مامور اس معیار اور محک پر چونکہ بزعم ان کے پورا نہیں اترتا اسلئے وہ نہیں مانتے اور طرح طرح کے حیلے اسکے مقابلے میں شروع کر دیتے ہیں حضرت مسیح موعود کے متعلق قوم نے پہلے یہ تصویر بنا رکھی تھی کہ وہی مریم کے صاحبزادے جلالی رنگ کے ساتھ دنیا میں نزول فرماوینگے اور تمام نصاریٰ خنزیروں کو قتل کرینگے اور صلیب توڑینگے اور تمام دنیا کو تلوار کے زور سے مسلمان کرینگے اور دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں رہیگا ہمارے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق یہ اھواء تھیں جن سے انکی وہمی اور خیالی تصویر بنتی تھی اور یہی تصویر بالکل واقعات صحیحہ کے برخلاف تھی جب خدا کا مرسل اور مامور دنیا میں تشریف لایا اس نے بڑی تحدی کیساتھ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام ہے تو تمام قوم نے اس کا انکار کر دیا کیونکہ انہیں وہ تصویر ان میں نظر نہ آئی جو وہ پہلے سے مقرر کر چکے تھے حالانکہ انکا انبیاء و رسل کا تجربہ انہیں صاف ہدایت کر رہا تھا کہ خیالی تصاویر اصلی تصاویر سے ہمیشہ منافی ہوا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون۔ جب تمہارے پاس رسول آیا ان باتوں کے ساتھ جو تمہارے نفسانی اھواء کے برخلاف تھیں تمنے اپنے تئیں بڑا خیال کیا ایک فریق کی تمنے تکذیب کردی اور ایک فریق کے درپے ہو گئے یہی حال ہمارے مخالف غیر احمدیوں نے خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

امروز قوم من نشناسد مقام من روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

انہوں نے حضرت کی تکذیب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کی کونسی تدبیر ہے جو انہوں نے آپکی تکذیب میں برتی نہیں یہانتک کہ آپکے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اور اقدام قتل کے مقدمے آپ پر دائر کئے گئے ہم جو اوپر کہہ آئے ہیں کہ انہوں نے جو تصویر حضرت مسیح موعود کی اپنے ذہن میں پہلے سے ہی بنائی تھی وہ بالکل خیالی اور صحت سے عاری تھی اسکو ہمارے پاس دلائل ہیں اس تصویر کا ہر پہلو قرآن شریف کے صریح مخالف ہے چنانچہ حضرت ابن مریم قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ وفات پا گئے ہیں اور جو مرجاتے ہیں وہ اس دنیا میں دوبارہ قیامت سے پہلے پہلے نہیں آسکتے۔ من وراءھم برزخ الی یوم یبعثون اور انھم لا یرجعون وہ آنیوالا جمالی رنگ میں آنیوالا تھا نہ کہ جلالی رنگ میں کیونکہ صحیح بخاری میں اسکے متعلق یضع الحرب وارد ہوا ہے۔ قتل الخنزیر اور کسر الصلیب کے معنی سمجھنے میں غلطی کیگئی ہے اسکے معنے صاف تعطیر الانام میں لکھے ہیں اسپر ہم پھر انشاء اللہ لکھینگے اور یہ بات کہ تمام دنیا مسلمان ہو جائیگی قرآن شریف کی قطعی الدلالۃ نص کے برخلاف ہے۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ قیامت تک کافر رہینگے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ پہلی آیۃ کریمہ میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مسیح کو نہ ماننے والے قیامت تک رہینگے۔ دوسری آیۃ میں عیسائیوں کی بابت فرمایا گیا ہے کہ انکے درمیان باہم ہمنے عداوت اور بغض ڈالدیا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود حکم عدل ہو کر آئیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی بہت سی اھواء اور باتوں کو غلط قرار دیگا ورنہ حکم و عدل کے کوئی معنے ہی نہیں حضرت مسیح موعود عین اس تصویر کے مطابق تشریف لائے ہیں جو قرآن شریف اور اسلام نے انکے متعلق پہلے ہی سے کھینچ رکھی تھی اور جو قوم نے تصویر بنائی تھی وہ بالکل وہمی اور خیالی تھی افسوس کہ قرآن کریم کے ہوتے ہوئے بھی یہ لوگ نہ سمجھے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عین منہاج نبوت کے مطابق آئے۔ ماکنت بدعا من الرسل۔ کوئی انمیں نئی بات ہی نہیں تھی جس سے قوم کو ان کے ماننے میں ذرا تامل ہوتا کیا آمد ثانی کا مسئلہ خود حضرت مسیح اسرائیلی علیہ السلام نے صاف نہیں کر دیا تھا کہ دوبارہ آنے میں سیرت اور خو بو مراد ہوا کرتی ہے افسوس ہے کہ جس کی آمد کے یہ مشتاق ہیں اسکے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے غرضکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل عین زمانہ کی اقتضاء کے موافق ان تمام نشانات کے ساتھ جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں دنیا میں آئے اور اپنا کام کر کے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ماتحت اس دنیا سے تشریف لیگئے۔ مبارک ہیں وہ جو ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان کے نقش پا پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین *

امر بالمعروف

"بخل نہ کرو"

قرآن مجید جو تمام صداقتوں اور تمام رُوحانی بیماریوں کا علاج اور تمام سکھوں کا سرچشمہ ہے وہ مفید و بابرکت ہو سکتا ہے مگر ان کے لئے جن میں تین صفات ہوں - اوّل یہ کہ ایسے لوگ ایمان بالغیب کہیں - دوم - دُعا کے عادی ہوں کسی مقصد کے اسباب صحیحہ کی تلاش بھی دُعا ہی ہے - سوم یہ کہ وہ شخص بخیل نہ ہو بلکہ کچھ صدقہ و خیرات کا عادی ہو پس ایسی مذموم عادت کہ جس سے انسان قرآن مجید ایسی نعمت عظمٰی سے محروم رہ جائے ایک مؤمن کو چھوڑ دینی کہاں تک ضروری ہے میں اپنے برادران ملت کو بہت تاکید کروں گا کہ وہ بخل چھوڑ دیں اور فیاضی اختیار کریں ؛

کیا ایسے لوگوں نے قرآن مجید میں قارون کا حال نہیں پڑھا جس نے اس حکم الٰہی کی کچھ پروا نہ کی - وابتغ فیما اٰتٰک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک - جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنا لے - اور دنیا سے بے نصیب نہ رہ - اور جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی اس کی مخلوق پر شفقت کر پھر اس کا انجام جو ہؤا وہ دنیا کو معلوم ہے اور قرآن مجید میں اس کا یوں ذکر ہے - فخسفنا بہ و بدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین اس کو اور اسکی حویلیوں کو زمین میں دھسا دیا - اور اسے ملک میں ذلیل کر دیا - اور پھر کوئی گروہ ایسا نہ ہؤا - جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا - اور نہ وہ خود اپنی جاہ و حشمت سے بدلہ لے سکا - کیا عبرتناک انجام ہے اس شخص کا جس نے بخل سے کام لیا ایک مؤمن کے تن بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ بخیل نے اپنے بخل سے بجائے فائدے کے نقصان اُٹھایا - اور نقصان بھی کوئی معمولی نقصان نہیں بلکہ سب کچھ تباہ ہو گیا تاریخی واقعے بہت سے اس قسم کے ہیں مگر جو واقعہ بخیلوں کی عبرت کیلئے حضرت حق سبحانہ نے بیان کیا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے اس عادت شنیعہ سے جہاں تک جلد ممکن ہو مؤمن کو الگ ہو جانا چاہیئے ؛

اوّل غور کرنا چاہیئے کہ جو مال بخیل خرچ نہیں کرتا اور جمع کرتا ہے کیا وہ اُسے ساتھ لے جائے گا ہرگز نہیں - ع

ہے کفن اپنا لباس اور قبر ہی آخر مکان

پس بہتر ہے کہ وہ مال کسی ایسے طریق پر خرچ کیا جاوے - جو آدمی کے لئے نافع ہو - اور الدار الآخرۃ کے لئے زاد راہ بن سکے - قرآن مجید میں ہے - الذی جمع مالا وعددہ ایحسب ان مالہ اخلدہ - کلا - لینبذن فی الحطمۃ وما ادراک ما الحطمۃ - نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ - بخل سے مال کو روک رکھنے اور گن گن کر رکھنے والا مُن رکھے کیا اس کا مال ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں بلکہ وہ حطمۃ میں گرایا جائے گا - وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے - جو دلوں پر غالب آجاتی ہے - پھر فرماتا ہے - المال والبنون زینۃ الحیٰوۃ الدنیا والبٰقیٰت الصٰلحٰت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا - مال - اولاد تو اس ورلی زندگی کی آرایش ہے - اور ناپائدار اور باقی رہنے والی نیکیاں ہیں - انسان کو چاہیئے کہ فانی کو چھوڑ دے اور باقی کو اختیار کرے -

پھر بخیل کے لئے فرماتا ہے - ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ - کیا یہ مال و دولت بخیلوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہے - نہیں بلکہ قیامت کے دن یہی چیزیں ہیں . . . . جو انکی گردنوں میں طوق لعنت بن جائینگی ؛

پھر ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے - خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعھا سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام المسکین - فلیس لہ الیوم ھٰھنا حمیم ولا طعام الا من غسلین -

پکڑو اور اسے طوق ڈالو پھر جہنم میں جھونک دو - ستر ہاتھ لمبی زنجیر کے ساتھ جکڑ دو - یہ بے ایمان مسکینوں کو کھانا نہ کھلاتا اور نہ کسی کو تحریک کرتا - آج اس کا کوئی غمخوار نہیں کوئی دردبانٹنے والا نہیں - زخموں کے دھوون کے سوا اُسے کچھ کھانے کو نہ ملیگا - یہ آیت پڑھ کر کپکپی سی لگ جاتی ہے - اور میں تعجب کرونگا - اگر کوئی مدعی اسلام خدا کا یہ وعید پڑھے اور پھر بھی بخیل رہے ؛

جس پر بخل کا مرض غالب ہو - وہ مندرجہ ذیل تدابیر پر عمل کرے اگر اللہ چاہے گا تو اس کے مرض کا بہت سا حصہ دُور ہو جائیگا

اوّل - بخیلوں کے حالات پڑھے سُنے - اور پھر ایک خدا ترس دل سے غور کرے کہ آیا ان بخیلوں نے مال جمع کر کے کچھ نفع اُٹھایا اُن کے اپنے کام آیا - اولاد کے کام آیا یا لوگ اُسی نیکی سے یاد کرتے ہیں پھر آخرۃ میں جو حال ہوگا وہ خدا کی حکیم کتاب میں موجود ہے ؛

دوم - اپنے اندر فیاضی کی عادت بہ تکلف پیدا کرے - اپنی پیاری سے پیاری چیز کو اللہ کے نام پر خیرات کرے اور یقین رکھے کہ اسی دنیا میں اس کا اجر مجھے ملیگا اور کبھی صدقہ و خیرات سے میرا مال کم نہ ہوگا

سوم - اپنے بے تکلف احباب کو کہدے کہ وہ میرا اچھا مال میرے سامنے اللہ کے نام پر دیدیا کریں اور کھانے کے بارہ میں بخل ہو تو اوّلاً کھانا باہر احباب کے ساتھ کھانے کی عادت ڈالے ؛

چہارم - فیّاض اور سخی لوگوں کی صحبت میں بالالتزام بیٹھے - اور دیکھے کہ وہ کس فیاضی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور نقد بہ نقد انعام پاتے ہیں ؛

پنجم - فیاض اور سخی لوگوں کے حالات اور اجود الناس سید الخلق خاتم الانبیاء کی سوانح عمری کو زیر مطالعہ رکھے ؛

ششم - عام قوانین قدرت کا نظارہ کرتا رہے - پانی جو ایک جگہ بند رہتا ہے وہی گندہ ہو جاتا ہے مگر جو پانی بہتا رہے وہ مصفی اور خوشگوار رہتا ہے ؛

ہفتم - صوفیاء کی طرز اختیار کرے جس چیز کا اللہ کی راہ میں دینا ناگوار معلوم ہو وہی بے تکلف دیدے اور اسباب سے نہ ڈرے کہ میں مفلس ہو جاؤنگا کیونکہ کبھی نہیں سُنا گیا کہ کوئی شخص اللہ کے حکم کے مطابق سخاوت کرنے سے نادار ہو گیا ہو ؛

ہشتم - بخل کا ایک یہ بھی علاج دیکھا گیا ہو کہ اپنا روپے کا حساب کتاب کسی فیاض اور امین کے سپرد کر دے کیونکہ بعض لوگوں کو صرف جیب نکالنا دوبھر ہوتا ہے ؛

میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ تدبیریں اس مرض کا ازالہ کر دینگی یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالےٰ تبذیر اور اسراف کو پسند نہیں کرتا - چنانچہ عباد الرحمان کی شان میں فرماتا ہے - اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما - نہ خطاکاری میں خرچ کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ معتدل پیرایہ اختیار کرتے ہیں - جس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے - ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا - اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن کی طرف جکڑا رکھو - اور نہ بالکل کھول دو کہ تم الزام اُٹھا کر پچھتاتے ہوئے بیٹھ جاؤ - پس میانہ روی اختیار کرو - کہ اسلام جو دین الفطرت ہے - وہ افراط تفریط سے مانع ہے - اللہ تعالےٰ آپ کو عملی نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے ؛ آمین ثم آمین

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

اخلاص باللہ - یاد الٰہی

خدا تعالےٰ کے ذکر پر آپکو جوش آجاتا

رسول کریم صلعم کی عادت تھی کہ بہت آرام اور آہستگی سے کلام کرتے تہے اور آپکے کلام مین جوش نہ ہوتا تہا - بلکہ بہت سہولت ہوتی تہی - لیکن آپ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہان خدا تعالیٰ کا ذکر آتا آپکے جوش آجاتا تھا - اور آپ کی عبارت مین ایک خاص شان پیدا ہوجاتی تہی - چنانچہ احادیث کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر کے آتے ہی آپ کو جوش آجاتا تہا - اور آپکے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق آلہی کا دریا آپکے اندر لہرین مار رہا ہے - آپکے کلام کو پڑھ کر محبت کی ایسی لپٹین آتین کہ پڑھنے والے کا دماغ معطر ہوجاتا - اللہ اللہ آپ صحابہ مین بیٹھ کر کس پیار سے باتین کرتے مین انکی دل جوئی کرتے ہین اون کی شکایات کو سنتے ہیں - پھر صحابہ رضہ ہی کا کیا ذکر ہے - کافر و مؤمن آپ کی ہمدردی سے فائدہ اُٹھا رہا ہے - اور ہر ایک تکلیف مین آپ مہربان باپ اور محبت کرنیوالی مان سے زیادہ ہمدرد و مہربان ثابت ہوتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین جہان اُس کا اور غیر کا مقابلہ ہو جاتا تو آپ بے اختیار ہو جاتے ہیں - محبت ایسا جوش مارتی ہے کہ رنگ ہی اور ہو جاتا ہے - سُننے والے کا دل ایک ایسی وابستگی پاتا ہے کہ آپ ہی کا ہم رنگ ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کی وہ عظمت بیان کرتے ہیں کہ دل بے اختیار اُسپر قربان ہونا چاہتا ہو وہ ہیبت بیان کرتے ہین کہ بدن کانپ اُٹھتا ہے وہ جلال بیان کرتے ہیں کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ایسا خوف دلاتے ہیں کہ مؤمن انسان کا دل تو خوف کے مارے پگہل ہی جاتا ہے پھر ایسی شفقت و محبّت کا بیان کرتے ہیں کہ ٹوٹے ہوئے دل جُڑ جاتے ہیں - اور گری ہوئی ہمتین بڑھ جاتی ہیں - اللہ اللہ آپکے عام کلام کا مقابلہ اگر اس کلام سے کرین کہ جسمین جدون کو خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق معلوم دیتا ہے گویا خدا تعالیٰ کا ذکر آتے ہی آپکا روان روان اسکی طرف جھک جاتا ہے اور ذرّہ ذرّہ اسکے احسانات کو یاد کرنے لگتا ہے - اور زبان انکی ترجمان ہوتی ہی - نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مین نے رسول کریم سے سُنا کہ فرماتے تہے - الحلال بیّن و الحرام بیّن وبینہما مشتبہات لا یعلمہا کثیر من النّاس فمن اتقیٰ الشبہات فقد استبرأ لعرضہ ودینہ ومن وقع فی الشبہات کراع یرعیٰ حول الحمیٰ یوشک ان یواقعہ الا وانّ لکل ملک حمیً الا وانّ حمی اللّٰہ فی ارضہ محارمہ الا وانّ فی الجسد مضغۃً اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب - حلال بھی بیان ہو چکا ہے اور حرام بہی بیان ہو چکا اور ان دونون کے درمیان کچھ ایسی چیزین ہین کہ جو مشابہ ہین انہیں اکثر لوگ نہیں جانتے - پس جو کوئی شبہات سے بچے اُس نے اپنی عزت اور دین کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہات میں پڑ گیا اسکی مثال ایک چرواہے کی ہے جو بادشاہ کی رکھ کے اردگرد اپنے جانور دون کو چراتا ہی قریب ہے کہ اپنے جانور دنکو اندر ڈالدے خبردار ہر ایک بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے خبردار اللہ تعالیٰ کی رکھ اسکی زمین مین اسکے محارم ہین خبردار جسم مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سب جسم درست ہو جاتا ہی اور جب وہ خراب ہو جائے تو سب جسم خراب ہو جاتا ہے خبردار اور وہ گوشت کا ٹکڑا قلب ہے ۔

اس عبارت کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین سوقت اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک دریا اُمڈ رہا تہا آپ دیکھتے تہے کہ ایک دنیا اس پاک ہستی کے احکام کو توڑ رہی ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے محترز ہے لوگ اپنے نفوس کے احکام کو مانتے ہین لیکن خدا تعالیٰ کے ارشادات کی تعمیل نہیں کرتے - پہر آپ کو خدا تعالیٰ سے جو محبت تہی اس کے رو سے آپ کب برداشت کر سکتے تہے کہ لوگ اس پیارے رب کو چھوڑ دین ان خیالات نے آپ پر یہ اثر کیا کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی عظمت کا ذکر کرتے اور لوگونکو بتاتے کہ دنیاوی بادشاہونکی اطاعت کے بغیر انسان سکھ نہیں پا سکتا تو پہر اس قادر مطلق کی نافرمانی کر کے کب سکھ پا سکتا ہے جو سب بادشاہون کا بادشاہ ہے۔

مین جب مذکورہ بالا حدیث کو پڑھتا ہون تو حیران ہوتا ہون کہ آپ کس جوش کے ساتھ خدا کو یاد کرتے ہین بناوٹ سے یہ کلام نہین نکل سکتا اس خالص محبت کا ہی نتیجہ تہا جو آپ خدا سے رکھتے تہے - کہ خدا تعالیٰ کے ذکر پر آپ کو اسقدر جوش آجاتا اور آپ چاہتے کہ کسی طرح لوگ ان نافرمانیون کو چھوڑ دین اور خدا تعالیٰ کی اطاعت میں لگ جائین اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حیرت تہی کہ لوگ کیون اس طرح دلیری سے ایسے کام کر لیتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہو ۔

جس کام میں کسی حاکم کی ناراضگی کا خیال ہو لوگ اس کے کرنے سے بچتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی خوف نہیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسکی نافرمانی سے کچھ نقصان نہ ہوگا - لیکن رسول کریم صلعم فرماتے ہین کہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی ہی اصلی ناراضگی ہے اور انسان کو چاہیئے کہ نہ صرف گناہون سے بچے بلکہ اون کامون سے بھی بچے کہ جن کے کرنے مین شک ہو کہ یہ جائز ہین یا ناجائز - کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ان کامون کے کرنے پر ہلاک ہو جائے - اور وہ اُسے خدا تعالیٰ کے رحم کے استحقاق سے محروم کر دین ۔

خدا تعالیٰ کے نام پر یہ جوش اور اسقدر اظہار خوف و محبت ظاہر کرتا ہے کہ آپکے دل مین محبت آلٰہی اس درجہ تک پہونچی ہوئی تہی کہ ہر ایک انسان کی طاقت ہی نہیں کہ اس کا اندازہ بہی کر سکے ۔

ذکر الٰہی کی تڑپ

پہلی مثال سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یاد آلہی کے وقت آپ کو کس قدر جوش آتا اور کس قدر محبت سے مجبور ہو کر آپکے کلام مین خاص شان پیدا ہو جاتی تھی - اب مین ایک اور واقعہ بتاتا ہون جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی یاد کا نہایت ہی شوق تہا اور آپ عبادات کے بجالانے مین کماحقہ مشغول رہتے تہے ۔

حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑہانے پر قادر نہ تہے اسلئے آپنے حضرت ابوبکر رضہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جب حضرۃ ابوبکر نے نماز پڑھانی شروع کی - تو آپنے کچھ آرام معلوم کیا اور نماز کے لئے نکلے - رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فوجد النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃً فخرج یہادیٰ بین رجلین کانی انظر رجلیہ یخطان الارض من الوجع فاراد ابوبکر ان یتاخر فاومأ الیہ النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم ان مکانک ثم اتی بہ حتیٰ جلس الیٰ جنبہ وکان النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم یصلی بصلاتہ والناس یصلون بصلاۃ ابی بکر رضے اللّٰہ عنہ - کہ حضرت ابوبکر رضہ کو نماز پڑھانیکا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہوگئی تو آپنے مرض مین کچھ خفت محسوس کی - پس آپ نکلے کہ دو آدمی آپکو سہارا دیکر لے جا رہے تہے - اور اس وقت میری آنکھون کے سامنے وہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے آپ کے قدم زمین چھوتے جاتے تھے آپکو دیکھ کر حضرت ابوبکر نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ آئیں اس ارادہ کو معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو - پہر آپکو وہان لایا گیا - اور آپ حضرۃ ابوبکر رضہ کے پاس بیٹھ گئے اس کے بعد رسول کریم نے نماز پڑھنی شروع کی اور حضرۃ ابوبکر نے آپکی نماز کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی اور باقی لوگ حضرۃ ابوبکر رضہ کی نماز کی اتباع کرنے لگے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسی ہی خطرناک بیماری ہو خدا تعالےٰ کی یاد کو نہ بہلاتے - عام طور پر لوگونکو دیکھا گیا ہی کہ ذرہ تکلیف ہوئی اور سب عبادتین بہول گئین اور نماز باجماعت اور دوسرے شرائط کی ادائگی میں تو اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے لیکن آپکا یہ حال تہا کہ معمولی بیماری تو الگ رہی اس مرض میں کہ جسمین آپ فوت ہوگئے اور جسکی شدت کا یہ حال تہا کہ آپکو بار بار غش آجاتے تہے اُٹھنے سے قاصر تہے لیکن جب نماز شروع ہوگئی - تو آپ برداشت نہ کر سکے کہ خاموش بیٹھ رہین اسی وقت

تادیب النساء

شرک نہ کرو

ایمنہ۔ اپنے اباکے ساتھ ایک گاؤں میں رشتہ داروں کے پاس گئی۔ پو پھٹنے سے پہلے حسب معمول اسکی آنکھ کھلی۔ تو کیا دیکھتی ہے گھر بھر میں سناٹا چھا رہا ہے۔ اور زن و مرد مزے سے خراٹے لے رہے ہیں۔ اس نے تعجب کیا۔ کہ یہ بھی کیا مسلمان ہیں۔ صبح ہونیکو ہے اور یہ سوئے پڑے ہیں +

اس نے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پڑھا۔ پھر یہ دعا کی۔ لا الہ الا انت سبحانک اللھم وبحمدک واستغفرک لذنبی واسئلک رحمتک اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

پھر پانی کا لوٹا بھرا۔ اور وضو کیا۔ نماز بہت خشوع وخضوع سے ادا کرنے لگی۔ جب سجدہ کیا تو رقت طاری ہوئی۔ اور اس نے دعا کرنی شروع کی۔ الہی اسلام کو اکناف عالم میں پھیلا۔ اسلام کا بول بالا کر۔ میرے امام کے مقاصد کو پورا کر۔ اس نے جو پیشگوئیاں تیرے حکم سے فرمائی ہیں۔ ان کو پورا کر کے سامان مہیا کر۔ اتنے میں نانی اماں کی آنکھ جو کھلی۔ تو رونے کی آواز سنکر بہت حیرت زدہ ہوئی۔ پوچھا لڑکی تجھے کیا ہوا۔ تیرے دشمنوں کو کیا تکلیف پہنچی۔ اس کا کچھ جواب نہ پاکر خاموش ہوگئی۔ ایمنہ نے نماز پڑھ کر قرآن شریف کھولا۔ اور پڑھنا شروع کیا۔ ایک دو لڑکیاں بھی پاس بیٹھ گئیں۔ ایمنہ قرآن کی آیات پڑھتی اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کرتی جاتی۔ ایک عورت نے آکر کہا۔ لے میں صدقے۔ میں قربان۔ پیاری بیٹی تو پڑھی لکھی ہے۔ ذرا کتاب کھولکر دیکھو میرے بچے پر کیا گردش ہے کس نے جادو کر دیا ہے کچھ بیمار سا رہتا ہے۔ ایمنہ کے کان۔ اس آواز سے نا آشنا تھے۔ وہ بہت متعجب ہوئی کہ کتابوں میں یہ کب لکھا ہوتا ہے۔ اس لئے اس نے کہا۔ اماں یہ کتاب تو اللہ کی کتاب ہے یہ ہدایت اور رحمت ہے مومنوں کے لئے۔ اس میں دنیا و آخرت کی بھلائی کی باتیں ہیں جو میں آپ کو سناتی ہوں۔ آپ کا بچہ اگر بیمار رہتا ہے تو کسی تجربہ کار طبیب سے علاج کراؤ۔ اور صدقہ و خیرات کرو۔ اور دعا بہت کرو۔ میں بھی دعا کرونگی۔ دعا کے لئے اضطرار کی ضرورت ہے وہ آپکے دل میں بہت ہے۔ نمازوں میں اس کے لئے دعائیں کیا کرو۔ اللہ صحت بخشے گا۔ بڑھیا نے کہا۔ بچی تو کتاب دیکھ کسی نے جادو کر دیا ہے یا کوئی سایہ ہے دوا تو کوئی فائدہ نہیں کرے گی۔ ایمنہ نے کہا سنیئے تو جو بات مجھے معلوم تھی عرض کر دی۔ اللہ کے سوا کوئی نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ کے دروازے پر گر پڑو۔ وہ مشکلیں حل کر دیگا۔ جو کچھ بھی آپ کے بچے کو ہے دور ہو جائے گا۔ اس نے ہر چیز کے حاصل کرنے کیلئے کچھ قواعد رکھے ہیں۔ جب تک ان اسباب سے کام نہ لیا جائیگا کوئی کام نہ ہو سکیگا۔ سب سے بڑی سرکار۔ تو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ کو ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کو سنا دے۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا۔ قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا۔ میں اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ اور میں کسی کو نقصان یا نفع پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ سو اماں جب دو جہان کے بادشاہ کو یہ اختیار نہیں۔ تو دوسرا مخلوقات میں سے کون ہے جو کسی کو ضرر یا نفع پہنچا سکے۔ ان وہموں کو چھوڑ دو کہ کسی نے جادو کیا ہے اپنے بچے سے کہدو کہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونک کر بدن پر مل لیا کرے۔ اللہ تعالے شفا دیدیگا۔ بڑھیا یہ جواب سنکر چلی گئی مگر اسکے دل میں ارمان رہ گیا۔ کہ کتاب نہ دیکھی گئی۔ پھر کچھ اور عورتیں آگئیں۔ ایک نے ایمنہ سے کہا۔ کہ میری بالی گم ہو گئی ہے کتاب دیکھ دو۔ کہ وہ کس نے چرائی ہے ایمنہ نے تعجب کیا کہ یہ عجیب بیبیاں ہیں۔ یہی سمجھتی ہیں کہ کتاب میں تمام مسروقہ اشیاء کی فہرست اور چوروں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہو تو پھر گورنمنٹ کو تھانے وغیرہ قائم کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ خیر دل میں انکی جہالت پر افسوس کرتے ہوئے کہا۔ غیب کا علم تو اللہ کو معلوم ہے کسی اور کو نہیں۔ میں ایک ناچیز لڑکی ہوں۔ میرے ہادی کو جو سارے جہان کا سردار۔ اور اللہ کا پیارا ہے۔ حکم ہوتا ہے تو کہدے۔ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء۔ (اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی) اور پھر فرماتا ہے۔ اے نبی تو ان لوگوں کو بتا دے۔ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ (میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اور تمہارے ساتھ کیا) سو میری پیاری بہنو۔ جب یہ حالت ہے تو میں بیچاری کون ہوں جو غیب کی خبریں بتا سکوں۔ اللہ جسے چاہے کوئی غیب بتا دے۔ چنانچہ اس زمانے میں بھی اس کا ایک مامور آیا۔ اسے اللہ تعالے نے اپنے چند غیبوں پر اطلاع دیدی۔ وہ حرف بحرف صحیح نکلے۔ اس نے اس زمانے میں جب اسے کوئی نہ جانتا تھا شائع کیا۔ کہ مجھے ایک بہت بڑی جماعت دیجائیگی۔ اور دور دراز علاقوں سے لوگ میرے پاس چلکر آئینگے۔ اب قادیان میں جاکر کوئی دیکھے۔ دنیا کا کونسا ملک ہے جسکے باشندے وہاں نہ رہتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ پھر یہ جماعت پاک جماعت ہے انکے اوقات کا بہت سا حصہ قرآن مجید (جو خدا کی آخری کتاب ہے) کے پڑھنے میں صرف ہوتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد جو اس سچے امام کے خلیفے ہیں۔ سو ڈیڑھ سو بیبیوں کو قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ یہ بھی اسی پاک انسان کی طفیل ہے کہ میں کچھ ترجمہ جانتی ہوں۔ تم پر تو مجھے تعجب ہے کہ اس کتاب الہی کی اتنی بھی قدر نہیں جتنی ایک اپنے رشتہ دار کی چٹھی کی ہوتی ہے جسے پڑھا کر سننے کے لئے ایسی بیتابی۔ اور قرآن مجید کے سننے کی خواہش بھی بہت کم ہے۔ اس وعظ نے ان پر بہت اثر کیا۔ اتنے میں ایمنہ کے ابا آگئے اور یہ مجلس برخاست ہوئی +

بدون عمل بالقرآن نجات نہیں

(گزشتہ سے پیوستہ)

"مولوی حافظ روشن علی صاحب کا یہ مضمون افسوس ہے کہ پچھلے ہفتے تمام نہ چھپ سکا۔ کیونکہ اخبار ایسی افراتفری کے مجبور کن حالات میں شائع ہوا۔ کہ اسکے اغلاط کی فہرست ایک دو کالم میں آئے۔ آیت یاایھا الذین اوتوا الکتاب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم میں واقعی دندان شکن جواب ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں (اور افسوس ہے کہ انمیں بعض نادان نام کے مسلمان بھی شامل ہیں) کہ نجات کیلئے اسلام ضروری نہیں بلکہ ہر ایک مذہب والا اپنے اپنے مذہب پر عمل کر کے نجات پا سکتا ہے۔ حالانکہ . . . . کہ انجیل پر انجیل والوں کا عمل یہ ہے کہ وہ اس پیشگوئی پر ایمان لائیں جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔ تورات پر تورات والوں کا عمل یہ ہے کہ وہ مثیل موسیٰ کی پیشگوئی اور اسکے مصداق کو مان لیں۔ سنو اور خبردار ہو جاؤ" +

پہلے اسکے کہ ہم اپنے دربار سے تمہاری وجاہتوں کو مٹائیں اور تمہارے اقبال کو ادبار سے بدلیں یا وہ لعنت تمہیں کریں جو ہم نے سبت کی بیحرمتی کرنیوالوں کو کی۔ یہ خدا کی سزا ٹل ہے اس آیت کریمہ سے یہ امر کیسے روشن ہو گیا۔ کہ اہل کتاب جبتک قرآن پر ایمان نہ لائیں اور وہ کتابیں جو قرآن کریم نے اپنے اندر لی ہیں۔ ان تصدیق شدہ کتابوں کو نہ لیں۔ تو انکی عزت اس دربار میں کچھ نہیں اور یہ مردود اور ملعون ہیں۔ اس مضمون کو قرآن کریم نے بارہا بیان فرمایا ہے کہ جبتک اپنے زمانے کے رسول پر جو انکی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور جسکی دعوت انکو پہنچ چکی ہے ایمان نہ لائیں تب تک کسی پہلے رسول پر ایمان رکھنا بلکہ خدا پر بھی ایمان رکھنا کچھ اعتبار نہیں رکھتا۔ بلکہ یہاں تک بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی رسول کی زندگی میں دوسرا رسول آئے اور یہ پہلا رسول دوسرے پر ایمان نہ لائے تو یہ فاسق قرار دیا جائیگا۔ خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی ونفسی واہلی ومالی) آپ پر ایمان لانے کے بغیر تو قیامت میں کوئی عزت ہی نہیں۔ خدا تعالے کی رحمت بہت وسیع ہے ہم اسکو تنگ نہیں کرتے۔ نجات تو اسکے فضل اور رحم سے ہوگی۔ ہماری گفتگو ان شرعی قوانین کے متعلق ہے جو کہ قرآن کریم میں بیان فرمائے گئے ہیں +

فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم

صلح یا جنگ

احمدیوں اور غیر احمدیوں کے باہم تعلقات پر بحث کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ اور ہر ایک کا کام نہیں کہ اسپر قلم اُٹھاوے کیونکہ یہ مضمون قومی نظام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور قومی نظام کی پوری ذمہ داری کو سوائے قوم کے لیڈر کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا ایسا مضمون جسپر حضرت اقدس کی کوئی تحریر شاہد نہ ہو کبھی بھی قوم کے لئے دستور العمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مینے مناسب سمجھا ہے کہ جو کچھ لکھوں۔ اسپر حضرت صاحب کی شہادت ہو۔ ورنہ مَیں کیا اور میری بساط کیا۔ ایسا ہی میرا خیال ہے کہ اگر ہر ایک احمدی کوئی مضمون لکھتے ہوئے حضرت صاحب کی کتب کو سامنے رکھے تو قوم بہت سی مشکلات سے بچ جاوے۔ اسقدر تمہید کے بعد میں اصل مضمون کیطرف آتا ہوں +

قرآن شریف اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایک فطرت پر پیدا کیا ہے جیسے فرمایا فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا۔ اسلام کا کام اس فطرت کا جگانا ہے اور قرآن اسی غرض سے دُنیا میں نازل ہُوا۔ مگر وقت یا یوں کہئے کہ زمانہ اپنے اندر ایک عجیب اثر رکھتا ہے کتنی ہی سخت سے سخت مصیبت کیوں نہ پڑے کیسا ہی بڑے سے بڑا غم کیوں نہو ایک عرصہ کے بعد اسکی تیزی ضرور کم ہو جائے گی + مجھ کو یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا وقت احمدی قوم پر بڑے درد کا وقت تھا۔ اور غم کی وجہ سے وہ دیوانی نظر آتی تھی۔ لیکن آج پانچ یا چھ سال کے بعد وہ غم نہیں وہ درد نہیں وہ تکلیف نہیں۔ وقت نے اپنا اثر کیا اور آہستہ آہستہ غم کم ہوتا گیا۔ اور اب جتنا ہم کو زمانہ اس سانحہ سے دُور ڈالتا چلا جائیگا۔ اتنا ہی ہمارے لئے اسکی تکلیف کم ہوتی جائیگی۔ اسی طرح جو اسلام کی محبت اور دین الہٰی کی غیرت اور اپنی عقبیٰ کی فکر مسلمانوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ آج نہیں۔ وہ فاتح تھے اور یہ مفتوح۔ وہ بادشاہ تھے اور یہ رعایا۔ وہ آزاد تھے اور یہ غلام وہ اسلام کا فخر۔ اور یہ اسلام کی جائے عار۔ غرض وہ منعم علیہم اور یہ مغضوب۔ دُنیا کی محبت آگئی اور دین کو کھو بیٹھے۔ زمین نے اپنے چھپے ہوئے خزانے ان کے دروازوں پر لا ڈھیر کئے آسمان نے ان کے لئے رحمت کے بادل برسائے مگر اُنھوں نے شکر گزاری بجائے اپنی عیش میں خدا کو بھلا دیا۔ نتیجہ کیا ہُوا ؟ ذلت قردۃ خاسئین ہو گئے۔ دوسرے کے نچائے ناچتے ہیں پھر اسپر غضب یہ ہُوا۔ کہ عیسائی تہذیب نے ملک میں قدم رکھا اور مُسلمان جو پہلے ہی اُدھار کھائے بیٹھے تھی اسپر لٹو ہو گئے۔ پتلون کی آمد پر پاجامہ صاحب رفو چکر ہوئے اور جبہ کی مسند پر فراک کوٹ کو بٹھایا گیا۔ اور کیا چاہیئے تھا من مانی مرادیں مل گئیں۔ شراب و کباب میں غرق ہوئے۔ بابو صاحب کا لقب پایا اور مولویت کو خیر باد کہہ دی۔ اللہ اللہ یہ وہ قوم ہے جو اسلام کا دعویٰ رکھتی ہے خدا تو ظالم نہیں۔ ہاں انھوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمپر مصائب کیوں آتے ہیں۔ کوئی کہے تم انعاموں کے کام کرتے ہو ؟ یہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے طریقے ہیں ؟ دوسروں پر کفر کے فتوے اور اپنے گھر کا یہ حال ! آخر شرم بھی کوئی چیز ہے جائے غور ہے یہ آسمان پر تھے اور زمین پر گرے تختوں پر ان کا ٹھکانا تھا۔ اور اب خاک بھی انکو جگہ دیتی شرماتی ہے۔ آخر یہ سب کچھ کس بات کا نتیجہ ہے ؟ یہ عتاب کیسا ؟ اس ناراضگی کے کیا معنے ؟ خدا بدل گیا یا یہ ہی وہ نہ رہے ؟ کبھی اس آیت پر بھی غور کیا ہے ؟

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

کہنے والے نے خوب کہا ہے :-

غیروں سے اب لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

اسلامی جوش مٹ گیا۔ اور دُنیا کی محبت دل میں گھر کر گئی۔ عیش و عشرت کے خمار میں پڑ گئے اور اپنے مولیٰ کو بھلا دیا۔ جُوں جُوں زمانہ دُور ہوتا گیا۔ اسلامی تعلیم دلوں سے محو ہوتی گئی۔ تو کیا اب کئی صدیوں کا خمار ان چکنی چپڑی باتوں سے دُور ہو جائے گا ؟ یہ نیند نہیں بدمستی ہے اب کوئی مضبوط ہاتھ ہی ہوش میں لائیگا۔ نرم باتوں کو کون سُنتا ہے۔ ہم نے تو دیکھا ہے کہ شرابی اپنے نشہ میں مست عجیب شور مچاتے ہیں۔ اور بیہودہ بکواس سے ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ مگر جب بالوں سے پکڑ کر دو چار رسید کر دی جائیں۔ تو فوراً ہوش آجاتا ہے +

جادلھم بالتی ھی احسن کے یہ معنے نہیں ہیں کہ حق کو چھوڑ دیا جاوے اور دل خوش کن باتیں کر کے راضی کر لیا جاوے۔ ہاں بات کرنے کا طریق احسن ہو۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔ مثلاً ایک ہندو ہمارے پاس آوے اور ہم سے سوال کرے کہ آپ ہم کو کیا سمجھتے ہیں تو ہم اگر حق کہتے ہوئے نہ ڈریں تو دو طرح سے جواب دے سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تو کمبخت کافر بے ایمان جہنم کا ایندھن ہے اور یہ جواب حق ہوگا۔ یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو تم نے اللہ کے ایک مرسل کا انکار کیا۔ اور کسی رسول کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ تم میں حقیقی ایمان نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس وجہ سے تم پر خوش نہیں اور جبپر وہ ناراض ہوتا ہے انکے لئے اُسنے جہنم کا عذاب رکھا ہے۔ یہ ہے وہ جواب جو جادلھم بالتی ھی احسن کے ماتحت آئے گا۔ حق بھی ظاہر ہو گیا۔ اور اسکے بیان میں نرمی بھی آگئی۔ وہ کلمات جو اپنے اندر صرف نرمی ہی نرمی رکھتے ہیں۔ اور حق سے دُور ہوتے ہیں۔ بلاریب سُننے والے کو ضرور خوش کر دینگے اور وہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ کے ماتحت غالباً ہماری ہاں میں ہاں بھی ملا دیگا۔ لیکن کیا اس سے ہمارا مطلب حل ہو گیا ؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ ہم نے تو اسکے اور حق کے درمیان ہمیشہ کے لئے روک قائم کر دی یقین رکھو کہ ایسا شخص ہمارے قریب نہیں آیا بلکہ ہم سے دُور چلا گیا۔ جب کبھی ہم اسکے خلاف مطلب کوئی بات کہینگے وہ الگ ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ مخالفت سے بالکل نہ گھبراتے تھے بلکہ جب کبھی سُنتے کہ فلانی جگہ مخالفوں کا بڑا زور ہے تو بہت خوش ہوتے کہ اب وہاں احمدیت بھی ترقی کریگی تجربہ نے بھی یہ ہی ثابت کیا ہے کہ جہاں کہیں زیادہ مخالفت ہوئی وہیں زیادہ ترقی ہوئی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ خدا کے مرسلوں کی بات پوری ہو کر رہا کرتی ہے سو چاہیئے کہ ہم جو مسیح کی غلامی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ انکے نقش قدم پر چلیں اور اگر ہم انکے منشاء کو پورا نہیں کرتے۔ تو ہم احمدی کہلانے کے حقدار نہیں جیسے کہ آجکل کے برائے نام مسلمانوں پر مسلمان کا لفظ بولتے ہوئے طبیعت ہچکچاتی ہے غرضیکہ حق ایک ایسی چیز ہے۔ جو کسی وقت بھی چھوڑنی نہیں چاہیئے۔ وہ پالیسی جس میں حق کو چھپانا پڑے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ اور بات ہے کہ دُنیا کی واہ واہ کو کامیابی حاصل کر لیا جاوے۔ مگر یاد رکھو۔ صرف ہاں میں ہاں ملانے والے کبھی جماعت کے اندر داخل نہیں ہو سکتے اور ہوں بھی کیسے منافق کو حق سے کیا نسبت ہے اسکو اگلا جہاں یاد ہی نہیں۔ مثلاً ایک عیسائی ہم سے کہے کہ میں نبی کریمؐ کو مانتا ہوں۔ مگر انکو مسیح پر فضیلت نہیں تو کیا اس کا جواب یہ چاہیئے کہ ہاں لا نفرق بین احد من رسلہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے ؟ کمبخت عیسائی تو خوش ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی حق کا بھی خون ہو گیا۔ اس کا جواب تو یہ تھا کہ ہم کیوں نہ نبی کریمؐ کو مسیح پر فضیلت دیں علیہما السلام ؟ غلام کو آقا سے کیا نسبت ؟ مریم کے صاحبزادے کا عرب کے سردار سے کیا مقابلہ ؟ محمد مصطفےٰؐ (فداہ ابی و امی) کے کام کو دیکھو اور پھر شام کے نبی کی کارروائی۔ سورج اور چاند کی بھی کچھ نسبت ہوتی ہے مگر یہاں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ جواب تھا جو نصرانی کو ہوش میں لاتا۔ اور اسکو اپنی عقبیٰ کی فکر پڑتی +

حضرت صاحب نے بیشک ہندوؤں کو صلح کا پیغام دیا (غور کرنے والوں کے لئے اسمیں بھی ایک نکتہ ہے کہ پیغام کے مخاطب

ہندو تھے) لیکن یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ کن شرائط پر سب سے بڑی شرط جو پیش کیگئی وہ یہ تھی کہ تم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ایمان لے آؤ پھر ہم تم بھائی ہیں۔ ورنہ یاد رکھو کہ جنگل کے درندوں اور زہریلے سانپوں سے ہماری صلح ہونی ممکن ہے مگر تم سے ناممکن۔ اب اگر حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد احمدیہ سرکل میں سے کوئی فرد یا جماعت یہ آواز اٹھائے کہ غیر احمدیوں سے صلح کیجاوے تو اسکے لئے ہم اپنے آقا کے نقش قدم پر چلکر علیٰ بصیرۃ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سے بڑی شرط یہ ہو کہ غیر احمدی اپنے مسیح کو مار کر خدا کے مسیح اور مہدی کو مان لیں اور اسی کے سایۂ عاطفت کے نیچے آجاویں پھر وہ ہمارے بھائی ہونگے لیکن اگر وہ اس شرط کو قبول نہ کریں جسطرح ہندوؤں نے ہماری آواز پر لبیک نہ کہا تو یاد رکھیں کہ جنگل کے درندوں اور زہریلے سانپوں سے ہماری صلح ممکن ہے مگر ان کے ساتھ ناممکن +

پھر ایک اور بات ہے وہ یہ کہ دُنیا میں دو ہی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ دینی اور دنیوی۔ دینی تعلقات میں سب سے بڑا تعلق عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دُنیا میں رشتہ داری سب سے بڑا تعلق سمجھا جاتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان دو نو بڑے تعلقات کو جو احمدی اور غیر احمدیوں کے درمیان ہو سکتے تھے ہمیشہ کے لئے قطع کر دیا ہے۔ دین میں حکم دیا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز بالکل نہ پڑھو۔ مر جائیں تو جنازہ کوئی نہیں۔ دُنیا کے لئے فرمایا کہ غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا۔ اب باہم تعلق کی بات ہی کونسی رہ گئی۔ یہ ہی باتیں ہیں جنسے نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روکا۔ ورنہ کفار کے ساتھ لین دین کے معاملات اور معمولی تعلقات تو اصحاب بھی رکھتے تھے۔ یہ ایک بڑا باریک نکتہ ہے جو غور کرنے والے کیلئے کافی ہے ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اب ہم اس مضمون کی تائید میں جو ہمنے شروع میں لکھا ہے حضرت صاحب کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ آپ ازالہ اوہام حصہ اول میں فرماتے ہیں:۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونو مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اسکی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ . . . . اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اسکی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں۔ تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے . . . . کیا خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں واغلظ علیھم نہیں فرمایا کیا مومنوں کی علامات میں اشداء علی الکفار نہیں رکھا گیا؟ (افسوس ہے یہاں اشداء بینھم اور رحماء علی الکفار پر عمل ہو رہا ہے) . . . . دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ پھر اگر وہ سچ کو سن کر افروختہ ہوتا ہے۔ تو ہوا کرے . . . . . اگر نادان مخالف حق کی مرارت اور تلخی کو دیکھ کر دشنام دہی کی صورت میں اسکو سمجھ لیوے اور پھر مشتعل ہو کر گالیاں دینی شروع کرے تو کیا اس سے امر معروف کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے۔ کیا اس قسم کی گالیاں پہلے کفار نے کبھی نہیں دیں؟ . . . . . اسلام نے مداہنہ کو کب جائز رکھا اور ایسا حکم قرآن شریف کے کس مقام میں موجود ہے؟ بلکہ اللہ جلشانہ مداہنہ کی ممانعت میں صاف فرماتا ہے کہ جو لوگ اپنے باپوں یا اپنی ماؤں کے ساتھ بھی انکی کفر کی حالت میں مداہنہ کا برتاؤ کریں وہ بھی ان جیسے ہی بے ایمان ہیں اور کفار مکہ کیطرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے ودّوا لو تدھن فیدھنون . . . . وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سُنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات حق سے ہے تا مداہنہ کی بلا میں مبتلا نہ ہو جائیں . . . . . . سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے . . . . . سو یہ تحریک جو طبیعتوں میں سخت جوش پیدا کر دیتی ہے اگرچہ ایک نادان کی نظر میں سخت اعتراض کے لائق ہے۔ مگر ایک فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ہی تحریک رو بحق کرنے کے لئے پہلا زینہ ہے۔ جبتک ایک مرض کے مواد مخفی ہیں تب تک اس مرض کا علاج نہیں ہو سکتا۔ لیکن مواد کے ظہور اور بروز کے وقت ہر ایک طور کی تدبیر ہو سکتی ہے۔ انبیاء نے جو سخت الفاظ استعمال کئے ہیں حقیقت میں ان کا مطلب تحریک ہی تھا۔ تا خلق اللہ میں ایک جوش پیدا ہو جاوے۔ اور خواب غفلت سے اس ٹھوکر کے ساتھ بیدار ہو جائیں اور دین کیطرف خوض و فکر کی نگاہیں دوڑانا شروع کر دیں۔ اور اس راہ میں حرکت کریں۔ گو وہ مخالفانہ حرکت ہی ہی اور اپنے دلوں کا اہل حق کے ساتھ ایک تعلق پیدا کریں۔ گو وہ عدوانہ تعلق ہی کیوں نہو . . . . . . دراصل تہذیب حقیقی کی راہ وہی راہ ہے جسپر انبیاء علیہم السلام نے قدم مارا ہے جسمیں سخت الفاظ کا داروئے تلخ کیطرح استعمال کرنا حرام کی طرح نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت و مصلحت استعمال میں لانا ہر ایک مبلغ واعظ کا فرض وقت ہے جسکے ادا کرنے میں کسی واعظ کا سستی اور کاہلی اختیار کرنا اسبات کی نشانی ہے کہ غیر اللہ کا خوف جو شرک میں داخل ہے اسکے دل پر غالب اور ایمانی حالت اسکی ایسی ضعیف اور کمزور ہے جیسے ایک کیڑے کی جان ضعیف اور کمزور ہوتی ہے +

یہ ہیں الفاظ ہمارے آقا کے ہمارے ہادی کے ہمارے مرشد کے۔ ہمارے امام کے۔ دیکھیں اسکے غلاموں پر ان کا کیا اثر ہوتا ہے۔ چوں چرا کرتے ہیں یا سر تسلیم خم +

میں آخر میں یہ اشارہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ نرمی استعمال کرنے اور دل خوش کن باتیں کہنے سے اختلاط کا ڈر ہوتا ہے اور اختلاط کے بد نتائج سے تو غالباً اکثر لوگ واقف ہی ہونگے +

سو اے قوم! تو خواب غفلت سے جاگ اور اپنے فرض منصبی کو پہچان۔ اس راہ پر قدم مار جسپر تیرا امام تجھ کو ڈال گیا ہے۔ تو ایک قطرہ ہے جسکو تو نہیں جانتی کہ کن کن محنتوں کن کن مشقتوں اور تکلیفوں کو برداشت کر کے۔ کن کن مصیبتوں کو جھیل کر۔ دنوں کو خرچ کر کے راتوں کو جاگ جاگ کر۔ جبین نیاز کو تنہائی میں اپنے مولیٰ کے سامنے خاک پر رگڑ رگڑ کے ایک شخص نے صاف کیا ہے۔ آہ! کیا اسکی محنت کا یہ ہی اجر ہے کہ اسکے صاف کئے ہوئے قطرے کو پھر گندے سمندر میں پھینکدیا جاوے؟ فقط۔ اختلاط کے نتائج پر انشاء اللہ حسب توفیق پھر کبھی لکھونگا +

راقم

مرزا بشیر احمد

یادِ محبوب

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیئے کیا یاد آیا

ابن آدم کمزور ہے۔ باوجود صبر و تحمل باوجود شکیب و بردباری اسپر ایسے وقت آتے ہیں جبکہ اسکے بحر خیال میں تموج پیدا ہوتا۔ اور اسکی کشتی صبر کسی پیارے کی یاد میں رنج و غم کی تند ہوا کے تھپیڑے کھانے لگتی ہے۔ اور اسکے قلب میں ایک درد پیدا ہوتا۔ اور آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ بس کچھ ایسا ہی حال آج ہمارا ہے ہاں تو پھر کیا ہمیں کوئی زمینی پریرُخ سیمیں بدن یاد آگیا کیا کسی کے جمال دلربا نے ہم پر جادو کا کام کیا ہو یا کسی ترچھی چتون نے ہمارے خرمن سکون پر بجلیاں گرائیں؟ نہیں نہیں ایسا نہیں۔ آج ہمکو وہ **وجود با جود** یاد آگیا۔ جو زمین پر پیدا ہوا لیکن آسمانی تھا وہ گو اس عالم سفلی میں خشت و خاشاک کے گھر میں سکونت پذیر تھا۔ لیکن اس کا آشیانہ ملائے اعلےٰ میں طوبیٰ کی ثمر دار ٹہنیوں پر تھا۔ وہ عالم ناسوت میں بھی رہا لیکن اس کا ناسوت ظاہری صوفی کے ملکوت بلکہ لاہوت سے بالا تھا۔ وہ خدا کا۔ اور خدا اُس کا تھا خالق کون و مکان کو اُس اپنے حبیب سے اسقدر اُلفت تھی کہ فرط محبت میں ایک عاشق پیار کی باتیں کرتے کرتے "انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی" فرما دیا۔ پھر پیار کی سب باتیں پیاری۔ محبوب کا دوست محب کا پیارا۔ پیارے کا پیارا۔ عاشق کی آنکھ کا تارا۔ اور محبوب کا دشمن محب کا عدو پیارے کا بدخواہ۔ پیار کرنے والے کی مد مقابل ہمیں کچھ ایسی ہی کیفیت خود خدا نے بے نیازی کی تھی۔ کبھی اُس نے فرمایا "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" گویا اس پیارے کو خوشی میں چلتا دیکھنا اللہ تعالےٰ کے لئے موجب مسرت تھا۔ پھر جو اسکے مُنہ آتا وہ مُنہ کی کھاتا۔ اسکے دشمنوں کی نسبت فرما دیا۔ "انی مھین من اراد اھانتک" یعنی جو تیری اہانت تک کا ارادہ کرے گا۔ میں اسکی اہانت کرونگا۔ اور خوب خبر لونگا۔ اور اسکے ساتھ ہونیوالوں کی نسبت فرما دیا۔ "انی معک و مع اھلک" یعنی سُن میرے پیارے میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اور ان وعدوں کو اُس سچے وعدوں والے نے من و عن پورا کر کے بھی دکھایا۔ اور اُسکے دشمن ذلیل و ہلاک ہوئے۔ اسکے دوست مظفر و منصور اور خطرات کے ایام میں محفوظ رہے۔ پھر اور محبوب نوازی دیکھئے کہ اسکے مارنے کو اپنا مارنا کہا۔ اور فرمایا۔ یا احمد ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ۔ اور یہ کیا۔ وہاں تو اُلفت کی کوئی حد ہی نہ تھی کبھی اُسے شمس کہا۔ تو کبھی قمر کہہ کر یاد کیا۔ اور پھر فرط پیار میں اپنے بندوں کو اس محبوب کے بندے اور اپنے ہاتھ کو اس کا ہاتھ فرما دیا۔ اور ارشاد ہوا "قل یا عبادی" اور "ید اللہ فوق ایدیھم"۔ اس محبت کا جواب اس محبوب خدا نے کس وفا اور دلداری سے دیا۔ اور کس طرح چلتے پھرتے اور لیٹے غرض ہر ساعت ہر آن وفا شعاری اور عہد پروری سے کام لیا۔ اسکے لئے اسکے مقصد ذیل اقوال قابل ملاحظہ ہیں فرمایا ؎

قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اور پھر فرمایا "ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں۔ مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہم نے اسکو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اسمیں پائی۔ یہ دولت لینے کے لایق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لایق ہے اگرچہ وجود کھونے سے حاصل ہو۔ کس دن میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے" ہاں مجھے وہ یاد آگیا جو خدا کے بعد خدا کے خاص حبیب رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر فدا تھا۔ اور فنافی الرسول کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ اُس کا فخر اُسی میں تھا کہ غلام احمد کہلائے اور فرمایا کہ "کیا مرتبہ ہے اُس رسول کا جسکی غلامی کیطرف میں منسوب کیا گیا" اور لکھا کہ ؎

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

اور وہ رسول عربی پر نازل ہونیوالی کتاب کی نسبت فرماتا "تمام بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سر چشمہ قرآن میں ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے" اور اس کتاب مقدس کے جمال کو وہ نہ صرف اپنا بلکہ کل مسلمانوں کا نور جان سمجھتا۔ اور کہتا ؎

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

غرض آج مجھے وہ اللہ کا پیارا۔ محمد رسول اللہ کا محبوب اور قرآن کا شیدا یاد آرہا ہے جو مسلمانوں کی قوم کی حالت پر آنسو بہاتا۔ اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر انکے لئے روتا اور کہتا

شب تاریک و بیم درد قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب نما خود دست قدرت را

سُن لے واعظ بے عمل! کان دھر لے زاہد خشک! اگر تو بھی اسکی محبت سے روکتا۔ اسکی یاد و اُلفت سے منع کرتا ہے تو پھر اسکی جگہ مجھے دیتا کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسکی محبت میں خدا کی۔ خدا کے رسول۔ قرآن و اسلام کی محبت ہے پھر بتا یہ چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ آہ دور افتادہ مولوی! تمہیں کیا معلوم کہ اسکی صحبت کی سیر کتنے روحانی پیاسوں کو سیر کرتی تھی۔ تو کیا جانتا ہے کہ اُسکے دربار شام میں سینکڑوں بے نواؤں کو آسمانی خلعت عطا ہوتے تھے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ اسکی مجالس میں فرشتوں کا نزول ہوتا تھا۔ اُسکی توجہ مُردہ قلوب میں جان ڈالتی اُسکی دُعائیں بے جان قالبوں کو جاندار کرتی تھیں۔ آہ۔ اُسکے قیام زمینی کے ایام میں میں نے اُس کی قدر نہ کی۔ اُس نے کہا کہ

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

لیکن غفلت تیرا بُرا ہو۔ تساہل تیرا بھلا نہ ہو۔ تو نے مجھے غافل کر دیا سُست رکھا۔ میں نے محبت تو کی۔ لیکن وقت کی قدر نہ سمجھی۔ پیارے تو آج یاد آیا ہے اور ہاں کیوں یاد نہ آتا۔ تو میرا محسن ہے۔ میری زندگی تیری دُعاؤں کا نتیجہ۔ میری رُوح تیری توجہ کی ممنون ہے۔ میری جان! تو دُنیا سے چلا گیا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تیری رُوح عالم میں ایک تغیر پیدا کر رہی ہے اور

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے تجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

تیری یاد مبارک تیرا ذکر خیر ہے۔ تیری اُلفت میرا ایمان ہے کہ میری نجات کا باعث ہوگی۔ مانا میں گنہگار ہوں۔ لیکن کیا وہ جسکے دل میں تو ہے دوزخ میں ڈالدیا جائیگا؟ میرا وہ دل جسمیں تیری محبت کا گھر ہے شہادت دیتا ہے کہ نہیں خداوند تو جانتا ہے میں نے اس اظہار محبت اور اظہار یاد میں (یادش بخیر) غلو نہیں کیا۔ اللہ تو میرے قلب کی حقیقت جانتا ہے۔ بناوٹ نہیں۔ عرض حال ہے لیکن اے خدا تیرے سوا اس درد کو وہ محسوس کرے گا۔ جس کا حال تیرے اس قول کا مصداق ہو ؎

راتیں کٹی ہوں جسکی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جاں کی عاشق کی جاں کنی کو

مژدہ

ہمنے ارادہ کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی مشہور کتاب فصل الخطاب در رد نصاریٰ دوبارہ عمدگی کے ساتھ چھپوا کر شائع کریں۔ حضرت موصوف نے راقم کو نہ صرف طبع کرانیکی اجازت دی ہے بلکہ کمال ذرہ پروری سے وعدہ فرما لیا ہے۔ کہ ہم اپنی قلم سے بعض اغلاط کی جو سابقہ نسخہ میں رہ گئی ہیں تصحیح کر دینگے۔ اور پروف دیکھ لینگے۔ کتاب کے ۵۰۰ صفحہ اور ہر دو حصہ جلد کی قیمت عمر ہوگی۔ چار سو درخواستیں آنے پر کام شروع

خطبہ جمعہ

۱۹ ستمبر کو خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے۔ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا پر پڑھا +

فرمایا۔ بندے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بڑے زیرک۔ باریک بات کو پہنچنے والے۔ دوسرے بالکل موٹی عقل کے اجڈ۔ وہ ان باریک بینوں اور سخن شناسوں کے متبع ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی دو قسم ہیں +

ایک تو وہ جو دین کی باریک در باریک باتیں جانتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دنیا کی باریک در باریک باتیں جانتے ہیں۔ یہ دنیا کے باریک بین انگریز ہیں۔ کیا سلطنت کا طرز ہے کیا تجارت صنعت اور حرفت میں کمال ہے۔ تم جسقدر بھی یہاں بیٹھے ہو کوئی تم میں ہے جس نے سال بھر میں انگریزوں کو کچھ نہ دیا ہو؟ ہرگز نہیں آخر اسکی کیا وجہ ہے یہی کہ انکو کمانے کا علم آتا ہے اور انھیں دنیا میں کمال حاصل ہے۔ دیکھو سلطنت کی ہے تو کیسی زبردست پھر کسی اور فن کیطرف متوجہ ہوئے ہیں تو اسمیں بھی حد ہی کر دی ہے۔ میں ایک طبیب تھا۔ اس حالت میں میں نے عجیب عجیب تماشے دیکھے ہیں۔ ایک پساری تھا جموں میں۔ وہ بڑے اخلاص سے بڑی محبت سے میرے لئے پستے لے آیا۔ میں تو اسوقت کتاب پڑھ رہا تھا۔ کھانا میٹھے کی میری عادت نہیں۔ اور مطالعہ کے وقت مجھے بہت استغراق ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں بغیر دیکھنے کے وہ دانے کھاتا گیا۔ حتی کہ چند دانے کھانے کے بعد آگ لگ گئی۔ تب میں نے دیکھا کہ پستوں میں جمال گوٹے کے دانے مل گئے ہیں مجھے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس پساری کو میں نے بلایا۔ وہ گھبرا گیا۔ اور منت سماجت کرنے لگا۔ میں نے کہا تسلی رکھ تجھے گرفتار نہیں کرواتا۔ مگر یہ سب نتیجہ غفلت کا ہے۔ ہمارے ہاں کوئی علم نہیں جس کو یہ معلوم ہو کہ فلاں دوائی۔ فلاں دوائی کے ساتھ ملا کر نہ رکھنی چاہیئے۔ بلکہ نزدیک بھی نہیں لے جانی چاہیئے۔ مثلاً ہینگ اور افیون ہینگ اور مشک اکٹھی ہوں تو دونوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ سرکہ اور شہد بھی ایک دوسرے کے پاس نہیں ہونے چاہئیں۔ مگر کیا کیا جائے۔ ہمارے ملک میں یہ علم نہیں نہ کوئی پڑھتا ہے۔ جب حالت یہ ہو۔ تو لوگ خاک ہماری خدمت کریں۔ اب دیکھو انگریزوں میں دواؤں کا کیسا انتظام ہے۔ ہر قسم کی دواؤں کے لئے مختلف رنگ کی شیشیاں ہیں۔ کسی کا بندھن کانچ کا ہے۔ کسی کا لکڑی کا۔ میں نے ایک دوائی منگائی۔ جو ربڑ کی شیشی میں تھی۔ میں نے تعجب کیا۔ ایک شخص نے مجھے کہا اگر آپ اسے کانچ یا چینی کی شیشی میں رکھیں۔ تو سوراخ کر کے نکل جائے گی۔ پھر شیشیوں کے اوپر سرخ لیبل لگاتے ہیں اور کالے حرفوں سے لکھتے ہیں۔ زہر ہسپتال میں الگ رکھنے کا حکم ہے جسکی چابی آفیسر کے پاس رکھنے کا حکم ہے۔ دیکھو کیسی احتیاط ہے۔ اب ان اصفیٰ و اعلیٰ دواؤں کو چھوڑ کر کوئی ہماری دوائیں کیوں لے میں نے سنگ بصری۔ گاؤزبان۔ کافور بھیم سینی۔ ان دواؤں کو جب منگوایا۔ نئی ہی نکلیں۔ بڑے بڑے طبیبوں سے میں نے کہا۔ وہ کہتے ہیں۔ کون تحقیقات کرے اور اتنا روپیہ کون خرچ کرے۔ میری غرض اس تمام بیان سے یہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے باریک علم ہیں۔ جو ان علوم کو حاصل کرتے ہیں وہ مرجع خلائق ہوتے ہیں اسی طرح دین کے باریک علوم ہیں۔ جو نبیوں کو آتے ہیں۔ انبیاء کے بڑے بڑے معجزے ہوئے۔ پہلی قوموں کے نبیوں کو ایسے معجزے دیئے گئے۔ جنکو موٹی عقل والے سمجھ سکیں۔ پھر ہمارے بادشاہ کو سب کچھ دیا۔ جس کا بھاری معجزہ قرآن ہے۔ یہ ایسا معجزہ ہے کہ جسقدر کسی کا باریک فہم ہو اس سے نفع اٹھائے۔ اور پھر موٹی عقل والا بھی برابر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ موسیٰ کے سانپ پر تو آجکل شبہ کرتے ہیں کہ وہ کسطرح بنگیا۔ مگر ہماری سرکار کا معجزہ ایسا ہے کہ ہر زمانے میں اس کا معارضہ کسی سے نہیں ہو سکتا +

جو آیت میں نے اسوقت پڑھی ہے اسپر غور کرو۔ کسی انسان کو کچھ سکھلایا۔ جب اسے سکھلایا۔ تو پھر تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اسکی فرمانبرداری کرو۔ یہ ہمارا تعلیم یافتہ ہے یہاں تک کہ فرشتوں کو کہا۔ کہ تم بھی فرمانبرداری کرو۔ وہ سعید الفطرت تھے۔ تابع ہو گئے مگر ابلیس نہ ہوا۔ اس نے انکار و استکبار سے کام لیا۔ اور ہم نے آدم کو حکم دیا۔ کہ تو اور تیرا ساتھی آرام سے رہو۔ پھر انھیں کسی چیز سے منع کر دیا۔ جیسے ہماری سرکار کو بعض درختوں سے ممانعت تھی۔ ایک شخص رسول اللہ کے حضور ایک ٹوکری لایا۔ جسمیں لہسن و پیاز و گندنا تھا۔ آپنے فرمایا یہ کیا چیز ہے۔ اسے اٹھا لو۔ میں تو اسے نہیں کھاتا۔ اسی طرح ایکدن میں نے نماز پڑھی۔ میرے ساتھ ایک شخص ایسا کھڑا ہو گیا۔ جو حقہ پی کر آیا تھا۔ میرا دل اس کی بدبو سے متلی کرنے لگا۔ نماز کے بعد میں نے اسے کہا۔ کہ مہربانی فرما کر آپ ایسی حالت میں گھر نماز پڑھ لیا کریں +

غرض آدم کو ایک درخت سے منع کیا۔ ایک موذی جانور انکے پیچھے پڑ گیا۔ بحالت نسیان اس نے بدراہ کیا۔ تو جس مزے میں تھا وہ مزا جاتا رہا۔ لوگ غلطیاں کرتے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں معاف کر دو۔ حالانکہ معاف کر دینے والا تو اللہ ہے۔ ایک شخص آتشک یا سوزاک لایا ہے۔ اب وہاں میری معافی کیا کر سکتی ہے۔ اللہ ہی فضل کرے تو شفا دے۔ جن لوگوں نے فضولیاں کر کے دکھ اٹھایا ہے وہ مجھے آ کر کہتے ہیں کہ معاف کر دو۔ معاف تو کر دیا مگر اسس فضولی کا اثر تو جب جائے کہ وہ فضولی چھوڑ دیں۔ ابلیس اسے کہتے ہیں جو اپنی ذات میں شریر ہو۔ اور جب اسکی شرارت دوسروں تک متجاوز ہو تو وہ شیطان کہلاتا ہے + اس نے پھسلانا چاہا۔ اور اللہ نے آدم و حوا کو اس حالت سے نکالکر دوسری میں کر دیا۔ اور فرمایا کہ بعض تمہارے بعض کے دشمن ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض کو بعض سے عداوت ضرور ہوتی ہے +

پاخانہ کے کیڑے کے پاس اگر کستوری رکھ دو۔ وہ مر جائے گا۔ اسی طرح بعض لوگ پاک تعلیم سے چڑتے ہیں۔ میں یہاں کھڑا وعظ کر رہا تھا۔ ایک کہنے لگا۔ جو نصیحت کرتے ہو اسپر کوئی عمل بھی کر سکتا ہے؟ پس نصیحت بیکار ہے۔ میں نے کہا کیا قرآن بیکار ہے؟ مسلمان تھا ڈر گیا۔ اسی طرح ایک شخص نے مجھے کہا۔ کہ آپ کے درس میں اسلئے نہیں آتا۔ کہ وہاں جن گناہوں کا لڑکوں کو علم نہیں ہوتا وہ بھی ہو جاتے ہیں۔ میں نے اسے بھی کہا۔ کہ پہلا اعتراض تیرا قرآن پر ہے کیونکہ اسمیں سب گناہوں کا ذکر ہے۔ غرض بعض بعض کے خلاف ہیں۔ اور یہ دشمنی کا بیج اسلئے ہے کہ بڑے ہوشیار ہو کر لوگ گزارہ کریں۔ آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے اور اسپر فضل ہوا۔ اور اللہ نے حکم دیا۔ کہ اب جب کبھی ہماری ہدایت پہنچے۔ جو اسکے تابع ہو گا۔ اسپر کسی قسم کا خوف و حزن طاری نہ ہو گا + اور جو حکم کی خلاف ورزی کریگا۔ اسے نقصان پہنچے گا۔ تم سب دل میں سوچو کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہیں غم ہو۔ خوف ہو۔ غموں اور خوفوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے۔ وہ یہ کہ ہدایت کی اتباع کرو۔ اگر نہیں کرو گے۔ تو دکھ اٹھاؤ گے +

تردید

برادرم حاکم بیگ صاحب جلالپور جٹاں سے اطلاع دیتے ہیں۔ میرے بھائی مرزا عباس بیگ صاحب سلیخوان نے بروز جمعۃ الوداع انتقال فرمایا۔ گجرات میں جنازہ احمدی امام کی امامت میں احمدیوں اور کئی ذی وجاہت غیر احمدیوں نے پڑھا۔ پھر جنازہ صندوق میں بند کر کے جلالپور جٹاں لے گئے۔ وہاں احمدیوں نے اپنے احمدی امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی پھر بہت سے غیر احمدیوں نے درخواست کی۔ کہ ہم مرحوم کا جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں جنھیں اجازت دیگئی۔ بعض ملاؤں نے برا مانا۔ اور تجدید نکاح کا فتویٰ دیا۔ مگر ان کو پروا نہیں کیگئی۔ نہ کسی نے تجدید نکاح کی +

۲

کنجاہ میں جو دکاندار نے اوراق قرآن شریف کے ردی میں لایا تھا ہیضہ سے مر گیا۔ اور اس واقعہ کی تحقیقات کیلئے جو کمیشن مقرر ہوئی تھی۔ اس کا کام ختم ہوا۔ اب وزیر آباد سے معلوم ہونا چاہیئے۔ کس کے پاس ایسے کاغذات ہیں۔ بہتر ہے کوئی باغیرت احمدی انھیں خرید کر بے ادبی سے بچا لے +

ہندوستان کی خبریں

امپیریل کونسل

مجلس واضع آئین مملکت ہند کے زمانہ برساتی ختم ہونے پر حضور وایسرائے نے ایک معنی خیز تقریر کی ہے جسمیں ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کا پاس مدنظر رکھکر ٹرکی و ایران کے متعلق بعض اہم اور قابل قدر باتیں کیں۔ ٹرکی کے متعلق فرمایا۔ آٹھ سال ٹرکی اور تین سال بلغاریہ میں سفارتی کام کرنیکے تجربہ کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر برطانیہ کلاں کا بے غرضانہ مشورہ مان لیا جاتا۔ اور اصلاحات جاری کیجاتیں تو جنگ بلقان ٹل سکتی تھی"۔ ترک سپاہیوں کی تعریف کرتے ہوئے آپنے کہا "وہ شجاع صابر اور فرمانبردار بہادر ہیں"۔ اور ٹرکی کے مستقبل کی نسبت ظاہر کیا کہ "برٹش گورنمنٹ ٹرکی کی آزادی کو برقرار رکھنے اور اسکے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کی خواہشمند ہے" اور مسلمانان ہند کے مذہبی فوائد اور اماکن مقدسہ عرب کے بارہ میں سابقہ حالت کو برقرار رکھنے کی غرض سے ٹرکی کو مدد دینے کی شائق اور اسپر آمادہ ہے۔ اور امید لگاتی ہے کہ اصلاح یافتہ ٹرکی مضبوط طاقتور اور دنیا میں دائم اسلامی سلطنت رہے گی" ایران کی نسبت ارشاد فرمایا کہ "برٹش گورنمنٹ کی دلی خواہش ہے کہ ایران میں ایک مضبوط گورنمنٹ ہو۔ ہم ایران میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتے جس سے اسکی فرمانروائی اور آزادی کی حیثیت میں فرق آئے۔ خلیج فارس کے متعلق ہمارا ٹرکی کے ساتھ دوستانہ سمجھوتہ ہوگیا ہے جو جانبین کے لئے مفید ہے" اسکے بعد لارڈ مارڈنگ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ "وہ ایک عظیم سلطنت کا حصہ ہونیکی حیثیت کو فراموش نہ کریں اور عالمگیر اسلامی تعلق کے غیر معقول معنے نہ لیں"+

مسلمان ممبران کونسل کے سوالات وجوابات

آنریبل مسٹر قمر الہدیٰ نے دریافت کیا کہ مساجد ومقابر وغیرہ کی اراضی کو پبلک کام کیلئے حاصل کرنے کے متعلق گورنمنٹ کی کیا روش ہے؟ جواباً سر ریجنالڈ کریڈک ممبر داخلہ نے فرمایا "مختلف صوبجات کے موجودہ قواعد حصول اراضی کے استعمال میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے تاکہ سابق مالک کو سختی یا بے چینی کا سامنا نہ ہو۔ گورنمنٹ نے تاکید کردی ہے کہ تمام اعتراضات پر ہوشیاری سے غور ہوا کرے"+ آنریبل مسٹر غزنوی نے قائم شدہ گرجا کے ۱۸ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کے متعلق سوال کیا۔ اور چاہا کہ ہندو مسلمانوں کے لئے بھی اسی طرح خرچ ہو۔ آنریبل سر ہارکورٹ بٹلر نے جواب دیا کہ "یہ خرچ گورنمنٹ ہند کے یورپین ملازمین اور گورہ سپاہیوں نیز انکے کنبوں کی مذہبی عبادت کے لئے پادریوں کی تنخواہوں پر صرف ہوتا ہے گورنمنٹ خیال کرتی ہے کہ اسکی ضرورت ہے۔ گورنمنٹ نے ہندو مسلمانوں کے مذہبی اوقاف کو جو برٹش عہد سے پہلے تھے بحال رکھا ہے۔ غیر عیسائی افواج کے مذہبی مقتداؤں پر بھی ایک رقم خرچ ہوتی ہے"+ سود کی محدود شرح کے متعلق۔ سیکرٹری صیغہ داخلیہ نے فرمایا کہ "یہ سوال گورنمنٹ کے زیر غور ہے" اور صوبہ مدراس میں مسلمان ملازمین کے لئے نماز جمعہ کی چھٹی نہ دیئے جانے کی نسبت جواب دیا گیا مسلمان مقامی حکومت کی توجہ منعطف کرائیں+

آنریبل میر اسد علی کے ایک سوال کا جواب نئی دہلی کے عمارات کے متعلق حسب ذیل دیا گیا+ "گورنمنٹ ہند کا فی الواقعہ یہ ارادہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے ان عمارتوں کی تعمیر میں ہندوستانی صناعوں کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے"۔ آنریبل نواب سید محمد کے ایک سوال کا یہ جواب دیا گیا کہ "خاص قابلیت کے ہندوستانی سول سروس کے لئے دستیاب نہیں ہوتے"۔ آنریبل ملک عمر حیات صاحب کو جواباً کہا گیا "سگریٹ نوشی ہندوستان میں بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن گورنمنٹ ارزاں سگرٹوں کے استعمال اور تمباکو نوشی سے زیادہ نقصان وغیرہ کی نسبت تحقیقات کرنا نہیں چاہتی+

حادثہ کانپور

امپیریل کونسل میں حضور وایسرائے نے فرمایا "چونکہ مقدمہ زیر تحقیقات ہے اس لئے میں اسکے متعلق اظہار خیالات کے ناقابل ہوں تاہم مجھے اس واقعہ سے سخت رنج پہنچا ہے۔ بے گناہ بیوگان اور یتامیٰ کے مصائب پر مجھے نہایت افسوس آتا ہے۔ آپ یقین رکھیں کہ حضور ملک معظم کی ہندوستانی رعایا کے مذہبی حقوق کے بارہ میں گورنمنٹ کی پالیسی میں کوئی تغیر نہیں آیا"+

آنریبل سید رضا علی صاحب نے کونسل صوبجات متحدہ میں بمقام نینی تال جلسہ لکھنؤ کی بندش چندہ میں رکاوٹیں اور حادثہ کانپور کے متعلق متعدد سوالات پوچھے۔ جس سے اکثر کا جواب گورنمنٹ کیطرف سے "گورنمنٹ کو علم نہیں" کے جواب سے دیا گیا صرف چندہ کے متعلق کہا گیا کہ "افسران ضلع کیوں ایک جائز کام میں بردلی پیدا کرینگے۔ اسکے باور کرنیکی کوئی وجہ نہیں"+ مقدمہ کے لئے چندہ کی تعداد ۰۰،۷۰ ہزار تک پہنچ گئی۔ آنریبل مسٹر مظہر الحق دورہ کر رہے ہیں۔ لاہور بھی ایک روز کے لئے ہو گئے ہیں سیشن کورٹ میں ابھی سماعت شروع نہیں ہوئی۔ مسٹر جیمز میسٹن کو بطور گواہ طلب کرنے کی کوشش ہونے والی تھی لیکن صاحب موصوف جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا ہوا ہے۔ رائل کمیشن کے سامنے شہادت دینے ولایت جا رہے ہیں+

مس ایلین

ولایت کی مشہور رقاصہ جو برہنہ ناچنے میں مشاق ہے اپنے حیا سوز کرتب دکھانے کے لئے ۲۸ ستمبر کو انگلستان سے بعزم ہندوستان روانہ ہونیوالی ہے۔ مختلف مرد و عورتوں کی فرنگی انجمنوں نے اس کے ناچ کی مخالفت کی ہے۔ گورنمنٹ بمبئی اور کلکتہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستانیوں کے مجمع میں مس مذکور کو بے حیائی کے کرتب دکھانے سے حکماً روکا جائے گا+

۱۔ انڈین چاک پنسل کمیٹی گوجرانوالہ کی بنائی ہوئی چاک کی پنسلیں ارزاں ہیں اور ڈائرکٹران محکمہ تعلیم کی خدمت میں اسکی سفارش کیگئی ہے+ ۲۔ ایڈیٹر دودھارا کھنڈ امرتسر کو ریلوے ٹکٹ بعد خاتمہ میعاد استعمال کرنے کی پاداش میں ۳ سال قید سخت کا حکم ہوا+ ۳۔ مہاشہ تلسی رام ایم اے نے ۱۶ صفحے کے پمفلٹ میں اراکین گورو کل سے ۱۰۸ سوالات کے جواب پوچھے ہیں جو گورو کل سے مایوس کر نیوالے ہیں+ ۴۔ ہز ہائنس آغا خان کے صدر خزانچی کو لاٹری میں ایک لاکھ روپیہ نقد ملے+ ۵۔ سرحدی علاقہ میں ۲۳½ لاکھ روپے کی چاء نوشی ہوئی+ ۶۔ امتحان بی۔ ٹی میں ۳۱ ہندو ۱۰ مسلمان۔ ۱ عیسائی پاس ہوا+ ۷۔ ڈھاکہ میں چھٹی رسانوں نے کام چھوڑ دیا تھا۔ ۹ ستمبر کو کام پر حاضر ہونے والوں کو تین تین ہفتے کی سزا ہوئی+ ۸۔ گورنمنٹ ہند عدالتی و انتظامی اختیارات کی علیحدگی کے بارے میں کسی قریبی وقت میں توجہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی+ ۹۔ پنڈت رام بھجدت کو ایک ہفتہ کے اندر چار ہزار سے زیادہ اچھوت شدھ کرنے کا دعویٰ ہے۔ اور ۶ ہزار سے زیادہ شدھیاں اب تک کر چکے ہیں+ ۱۰۔ حضور نظام نے دیوبند کا ڈھائی سو پانسو ماہوار کر دیا ہے+ ۱۱۔ پونچھ کے کئی مسلمان ریاست چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وعدہ پر بلا لیئے گئے کہ جھٹکہ ریاست سے موقوف کر دینگے۔ مسلمانوں کو تعداد و لیاقت کے لحاظ سے ملازمت ملیگی۔ مسلمان مخروج لیڈروں کو عزت و حرمت سے بلا لیا جائیگا۔ مگر ہنوز روز اول ہے+ ۱۲۔ پرنس آف ویلز غالباً آیندہ ۱۵ء سے پیشتر ہندوستان تشریف لاسکینگے+ ۱۳۔ ستھار اور تلوارہ اسٹیشنوں کے مابین ایک صندوق جس میں چار ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ تیسرے درجے کی گاڑی سے کوئی چرا کر لے گیا+ ۱۴۔ حیدرآباد۔ اور میسور میں پٹھانوں کے داخلہ کا سارٹیفکیٹ پانچسو روپیہ کی ضمانت پر مل سکیگا+ ۱۴۔ کلکتہ۔ ایک انگریز کو جعلی چندے وصول کرنے کے جرم میں ۶ ماہ قید کی سزا ملی+ ۱۵۔ دہلی کی ٹریموے میں ہفتہ وار مسافروں کی تعداد ایک لاکھ ہے+ ۱۶۔ قانون حق تصنیف کے مطابق کوئی ہندوستانی تصنیف تاریخ اشاعت سے پانچ سال گذرنے کے قبل ترجمہ نہیں کی جا سکتی+